Title - RANGEEN INSHA

Creator - Mirza Saadat Yaar Khan Rangeen Aur Sayyed Insha Allah Khan Insha; Murattiba Nizami Badauni

Publisher - Nizami Press (Badaun)

Date - 1924.

Pages - 160

Subject - Urdu Shayari - Kulliyaat-o-Dawaween.

دل کی خوشی کے لیے سنیے کچھ انشا سے آپ
بات ہیں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

دیوان

رنگین و انشا

مرزا سعادت یار خاں رنگین اور سید انشا اللہ خاں انشا

کا

مشہور کلام جو دہلی کی بیگماتی [illegible] اور دہلی کی معاشرت کا آئینہ ہے

ترتیب

نظامی بدایونی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۲ء

نظام الدین حسین پرنٹر
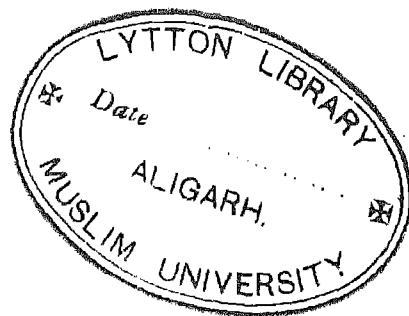
۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد رب العالمین اور نعت سید المرسلین خاکپائے شعرائے نکتہ چیں سعادت یار خاں رنگیں عرض کرتا ہی کہ بیچ ایام جوانی کے بہ نامہ سیاہ اکثر گاہ بیگاہ عرس شیطانی کہ عبارت جس سے تماش بینی خانگیوں کی ہی کرتا تھا اور اس قوم میں ہر ایک فصیح کی تقریر پر دھیان دھرتا تھا ہر گاہ چند مدت جو اس وضع پر اوقات بسر ہوئی تو اس عاصی کو اُن کی اصطلاح اور محاوروں سے بہت سی خبر ہوئی بس واسطے خوشی اُنھیں اشخاص عام بلکہ خاص کی بولیوں کو اُن کی زبان میں اس بے زبان ہیچمدان نے موزوں کرکے دیوان ترتیب دیا بقول شخصے گندہ بروزہ باخشکانہ خوردن ہر چند کہ گندہ مگر ایجاد بندہ لیکن اُس دیوان میں لغات اور محاورے ایسے ایسے نظم ہوئے تھے کہ جو اکثر یاروں سے سمجھے نہ جاتے تھے اور وہ اُن کے دریافت کرنے کو میرے پاس آتے تھے۔ ناچار وہ جو دقیق الالفاظ تھے اُن کو بندے نے اس دیباچہ میں اس طور سے شرح کرکے لکھ دیا تا کہ کسی لفظ کے معنی پڑھنے اور دیکھنے والوں سے رہ نہ جائیں۔

رنگین

فرہنگ محاورات بیگمات

ردیف الف

اودھل گئی - بدکار ہوگئی
اوردا بیگنیی - ترکنی کو کہتے کہ جو محلوں میں اہتمام کرتی ہے -
ات گت - یعنی بیحد و نہایت
المست یعنی بہت مست
انوکھی بات نئی اور نادر بات ہے
اودسلک لگائی - تہمت لگائی
اوگٹی ہے - جو بات نہیں کہنے کی ہے اس کو کہہ رہی ہے -
انگلیٹ - سراپا جسم کو کہتے ہیں (ڈیل ڈول جسم کی بناوٹ)
اندر وا نہیں سمجھتا ہے کچھ نہیں سنتا ہے -

ایسا کیا شہر شملہ پڑا ہے یعنی ایسا کیا شہر ناپرسان ہے کہ کوئی کسی کی داد کو نہ پہونچے
اپنی ایڑی دیکھ - یعنی نظر نہ لگا -
او نشغلا اٹھایا ہے - یعنی طوفان اٹھایا ہے
آٹھ آٹھ آنسو روتی - یعنی زار زار روتی
او پروالیاں چاہیں -
اُسے علی کی منوار - کوسنے کے مقام پر بولتے ہیں -
ایڑی چوٹی پر سے وار دوں - اپنے سرپاؤں سے قربان کردوں -
اترائی ہے - بڑھ کر باتیں ہوتی ہے -
اُس کو چیلوں کو دوں - کوسنے کے مقام پر

پر کہتے ہیں یعنی اس کے گوشت کو چیلوں کو
دوں۔
اہلی گہلی پھرتی ہی۔ خراماں اور نازاں
پھرتی ہی
اپنے دلوں سے صاف ہی۔ جی سے
صاف ہی۔
اپنی بیتی کہہ۔ اپنی سرگزشت بیان کر۔
اپنی والی پر اگر آوں۔ اگر بدخلقی پر
کمر باندھوں اور اپنی بات کی پچ کروں تو
غضب ہو۔
آڈے دن روٹھتی ہی۔ مدام روٹھتی ہی۔
اوجلی۔ دھوبن کو کہتے ہیں۔
اوپر والا ہوا۔ چاند ہوا۔
اچھوانی۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں
کہ زچہ کو بعد لڑکا جننے کے جوش کر کے
پلاتے ہیں۔
اوڑ جاوے۔ مر جائے۔
آتون جی۔ پڑھانے والی کو کہتے ہیں۔
ایک آنکھ نہ بھایا۔ ذرا پسند نہ آیا۔

ان گنا مہینہ ہی۔ آٹھواں مہینہ ہی۔
اکل کھری ہی۔ یعنی دو چار میں مل
نہیں بیٹھتی ہی۔
الاچی۔ دوگانا۔ اور
زناخی اور
دوست اور سہ گانہ اور
گوئیاں یہ سب ایک معنی رکھتے ہیں
الاچی اُس کو کہتے ہیں کہ جو الاچی کے
دانے باہم دیگر کھاتے ہیں اور
دوگانہ وہ کہ جو بادام توام کو ایک ایک
کھا کر دوگانہ ہوتی ہیں اور
زناخی اُس کو کہتے ہیں کہ سینۂ مرغ میں
سے ایک ہڈی نکلتی ہی اُس کو توڑ کر باہم
زناخی ہوتی ہیں اور
دوست بھی اسی معنی میں آتا ہی۔
سہ گانہ اُسے کہتے ہیں کہ جو دوگانہ کی
دوگانہ ہوتی ہی اگرچہ کمال محل رشک
ہوتا ہی لیکن بہ پاس خاطر دوگانہ کے اس کو
سہ گانہ کہتے ہیں اور

گوئیاں اصطلاح پورب کی ہی یہ لفظ اگرچہ
اردو میں ٹکسال باہر ہی اور بیگمات کے
نزدیک بھی معیوب ہی لیکن حال میں از راہ
تمسخر کے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہی
مگر ان سب باتوں سے مراد یہ ہی کہ اکثر
باہم چھٹی کھیلانے ولیوں کے یہ رشتے
ہوتے ہیں۔

ردیف ب

بتنگڑ کرتی ہی۔ یعنی بات کو بڑھاتی ہی
بیٹھک۔ اچھا ستھرا فرش کرتی ہیں اور
نہا دھو کر اس پر بیٹھتی ہیں اور میاں شیخ
سدو یا میاں شاہ دریا یا سکندر شاہ
یا زین خاں یا نتھے خاں یا پریاں یا بی
بچھڑی اُن کے سر پر آتی ہیں۔
بولیا اُس کو کہتے ہیں کہ جس نے بڑی
لونڈی کی گود میں پرورش پائی ہووے
بتانا۔ لوہے کا کڑا ہوتا ہی کہ جس سے
چوڑیاں پہنائی جاتی ہیں۔

بڑھاؤ پوشاک۔ اُتارو پوشاک۔
بڑارٹن۔ بڑی لونڈی کو کہتے ہیں
بالّلی ہی احمق ہی۔
بڑما اُس کو کہتے ہیں کہ جو بڑی نہو اور
اپنے آپ کو بڑا جانے۔
بسورتی ہی۔ رونے کا منہ بناتی ہی۔
بے نماز ہوئی۔ حیض آیا۔
بغل کا گھونسا ہی۔ دشمن ہی۔
بیڑی پہنائی ہی۔ حضرت بوعلی قلندر کی
منت کی نیلے سوت کی لچھی پہنائی ہی۔
بیدید ہی یعنی بے مروت ہی۔
بٹلا منہ ہی۔ گول منہ ہی۔
بھنبوڑا۔ دانتوں سے چیرا اور پھاڑا
برنی۔ پلکوں جھڑی۔
بوٹا سا قد ہی۔ چھوٹا سا قد ہی۔
بلبلاتی ہی۔ منت اور زاری کرتی ہی
بے رخ ہوئی ہی۔ بے مروت ہوتی ہی
اور آنکھ نہیں ملاتی ہی۔
بکٹا بھرا۔ چنگل بھرا اور نوچ لیا۔

بِھُور چولھے کی جلی ہوئی زرد مٹی کو کہتے ہیں۔ بھربھراہٹ ہے۔ سوجن ہے۔

بڑا انسا جال ہے۔ بہت پیچ دیچ رشتے

بڑے بول کا سر نیچا ہے۔ بری بات کرنا نہ چاہیئے اُس سے توبہ ہے

بڑی چیز اُٹھاتی ہے۔ قرآن شریف کی قسم کھاتی ہے جن کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے وہ ادب سے اور ڈر سے نام قرآن شریف کا نہیں لیتی ہیں اور یوں کہتی ہیں

بھنڈ قدمی ہے۔ بد قدم ہے

بھونگرڑا۔ بھونڈی اور بدزیب چیز کو کہتے ہیں

بُڑھبل۔ بڑھیا۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔

بیر دوڑاتی ہے۔ موکل دوڑاتی ہے۔

بوغبند۔ بڑی گٹھڑی کو کہتے ہیں۔

بڑھُری۔ مادہ خوک کو کہتے ہیں۔

بیچا۔ بلا۔

بتولے۔ فریب نہ دے۔

باجی اُس کو کہتے ہیں کہ جو چھوٹے سن میں جنتی ہے تو اُس کو اس کی بیٹی اگر ماں کہے تو شایانِ شان نہیں۔ بس وہ باجی کہتی ہے غرض یہ لفظ ترکی ہے کہ باجی بہن کو کہتے ہیں

بدن۔ عورت کے عضو مخصوص اور مرد کے عضوِ مخصوص کو بھی کہتے ہیں (رنگین نے یہی معنی فحش الفاظ میں بیان کیے ہیں)

بڑھ بھس لگا ہے۔ یعنی بڑھاپے میں مسخراپن کرتی ہے۔

بھد رک نہیں۔ تمہاری بات نہیں تمہاری بات میں استواری نہیں ہے۔

بِرکی ماری ہے۔ یعنی افسوں مارا ہے۔

بہلی ہے۔ یعنی بے مزہ اور پھیکی ہے۔

بھسٹل یعنی کثیف۔

بخشو۔ مجھے معاف کر دیجیے۔

ردیف پ

پھاپھا۔ فرہاد کش یعنی دلالہ۔

پھپٹ ہالی ہے۔ تھوڑی بات کو زیادہ کرنے والی یعنی قضیہ دلال مشترہ محاورہ اہلِ پنجاب کا ہے۔

پائل بچہ ہوا - پائل بچہ اُس کو کہتے ہیں کہ جس لڑکے کے جنتے وقت پہلے پانوں نکلتے ہیں۔

پرچاک پائی یعنی اجازت اور کمک پائی۔

پھوا پچھوا - ایک کھیل ہے کہ جو لڑکیاں باہم ہاتھ جوڑ کے چاچھیریاں لیکر کھیلتی ہیں

پھولا اپھیکا - بخار ہے۔

پھول ہونے کے دن آئے یعنی کپڑوں سے ہونے کے دن آئے۔

پیٹ کی ہلکی ہے - بات کی امانت دار نہیں ہے - افشا کر دیتی ہے۔

پھٹ جاوے گی - سوجن کم ہو جاویگی

پھرول دیا یعنی کھول دیا اور افشا کر دیا اور پراگندہ کر دیا ان سب مقاموں پر بولتے ہیں یہ بھی پنجاب کا محاورہ ہے۔

پڑیاں - دو وضع کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی پر حضرت بی بی کے نام کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور عبیر کی پڑیاں اُن کے نام پر اوڑا دیتی ہیں

پھوٹ یعنی درگذر۔

پیرسے یعنی ضد سے اور بخیلی سے۔

پنساریاں اُنھیں کہتے ہیں کہ بیس دوا دل کو کوٹ کر لڈو کی طرح بناتے ہیں اور جاڑوں میں کھاتے ہیں۔

پگڑی والا - حکیم - رات کو اور صبح کو شاگرد پیشہ حجام کا نام نہیں لیتے ہیں پگڑی والا کہتے ہیں

پانوں بھاری ہے - پیٹ سے ہے۔

پھول پڑی آگ لگے۔

پچادی - انگیا کی آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔

پٹی - ایک تو بیماری کو کہتے ہیں دوسرے بطور صندوقچے کے ایک بنی چیز ہوتی ہے

ردیف ت

تھل بیٹھو یعنی آرام کرو۔

تھگلی - پیوند۔

تار بتار کر دیا - یعنی تار تار کر دیا۔

تھنکاریاں - بیڑیاں۔

تلپٹ کر دیا ہو - برباد کر دیا ہی -
تیرے کارن - تیرے باعث یہ اہل
پنجاب کا محاورہ ہی -
تکا بوٹی کرنا - ٹکڑے ٹکڑے کرنا بیگمات
کے محاورے میں اگلی پچھلی باتوں کے
بکھان ڈالنے کو کہتے ہیں -
تخت کی رات - بیاہ کی رات -
تھس تھس گئی ہی - ستیاناس گئی ہی -
تیجی ہی - شوخ ہی اور گرما گرم ہی -
تہیائی ہی - تیز ہی - اب تنگ تیا بولتے ہیں
تورا جتاتی ہی - یعنی اپنی بزرگی دکھاتی ہی
غرور کرتی ہی -
تھنکارا - نزلہ
تیونا لا کیا - سلیقہ اور گھڑ پن
کارشناسی کی -
تلے وانی - ایک چھوٹی تھیلی واسطے
سوئی اور پچاک رکھنے کے - بناتے ہیں
اُس کو کہتے ہیں -
تیس دن پچین ہوں - یعنی مدام پچین
ہوں -
تیر بیز کروں - تیروں سے چھلنی کروں
تپش میں ہی - یعنی غصہ میں ہی (طپش
ط سے صحیح ہی مگر رنگین نے زنانہ محاورہ
میں تپش لکھا ہی - مولف)
تونتی جوڑتی ہی - یعنی طوفان لیتی ہی -
تیری بہا میں کچھ نہیں - یعنی تیرے
حساب میں کچھ نہیں - ہے
تالستی ہی - ڈراتی ہی - گھڑکتی ہی اور برا
کہتی ہی -
تیرا نور اُڑ جائے - تیرا حُسن جاتا رہے
تومڑ ڈالا - پراگندہ کیا -
تلے اوپر - تہ و بالا - اوپر نیچے -
لگاتار -
تختی - سینہ اور کمر اور بازو کو کہتے ہیں

ردیف ٹ

ٹھیکری - یعنی پیشانی مقام مخصوص کیا
ٹوہ میں ہی - تلاش میں ہی -

ٹسوے بہاتی ہی - یعنی روتی ہی۔
ٹھنڈی کر ڈالوں گی - توڑ ڈالوں گی
ٹوکی - کٹوریوں کو کہتے ہیں۔
ٹھنڈی نکلی - بیتلا نکلی۔

ردیف ج

جل جوگنی - چیل۔
جلے پاٹوں کی بلّی - اس کو کہتے ہیں کہ جو گھر بہ گھر ناحق پھرتی ہی۔
جیا - اُسے کہتے ہیں کہ جو دودھ پلائی ہو یا جسے بجائے دودھ پلائی دائی کے جانتے ہیں۔
جی بھاری نہ کر یعنی رو نہیں تو۔
جی کا بخار نکالا - جی کا ارمان نکالا۔
جل بجھی - خواہش شہوانی۔
جیبی - ایک کمان کی مانند چیز ہوتی ہی کہ جس سے زبان کو صاف کرتے ہیں۔
جھلکا - قریب منہ کے آگ لانے کے مقام پر بولتے ہیں۔
جھنجوڑا یعنی ہاتھوں سے چیرا۔

ردیف چ

چندیا سے پرے ہٹ - یعنی میرے سے دور ہٹ۔
چرپاک ہی - یعنی زباں دراز فریبی ہی۔
چاؤ - یعنی ارمان۔
چھوچھو اس کو کہتے ہیں کہ جو لونڈی ہم عمر برابر کی ہوتی ہی اور ساتھ کھیل کے بڑی ہوتی ہی۔
چونڈا - سر کے بال اور سر کو کہتے ہیں۔
چھٹیل ہی بھٹے باز ہی۔
چھتیسی ہی - آٹھوں گانٹھ کمیت ہی
چھاتی پر مونگ دلی - رقیب کے سامنے معشوق کو ساتھ رکھ کر اُس کو آتش رشک سے جلایا - رنگین نے اس مطلب کو فحش الفاظ میں بیان کیا تھا مولف نے الفاظ بدل دیے ہیں
چھاجوں مینہ برستا ہی - یعنی بہت زیادہ

مینہ برستا ہی۔

چھب۔ اوڑھنے اور پہننے کو کہتے ہیں۔

چھُلّا۔ اُس مقام پر بولتے ہیں کہ ایک بات ایسے وقت پر کہی کہ وہ نہ مانے اور اپنی گردن سے بوجھ اُترے۔

چِپ گئی ہی۔ فقط انگیا کے مقام میں بولتے ہیں۔

چِپچِپی ہی۔ یعنی خوب گرما گرم ہی۔

چواؤ۔ چرچا اور تکرار بیجا کہ جس میں جب رسوائی کا حد سے زیادہ ہو

چڑیا۔ انگیا کی دونوں کٹوریوں کے بیچ کی دو خشت کو کہتے ہیں۔

چو چل ہائی ہی۔ یعنی نخرے کرنیوالی ہی

ردیف ح

حف نظر۔ نظر بد دور۔

حرفت بازی ہی۔ یعنی فریبی اور مکار ہی۔

حامی بھری ہی۔ یعنی اقرار کیا ہی۔

ردیف خ

خدا سمجھے تجھے یعنی تو خدا کے غضب میں گرفتار ہووے۔

خشکہ کھاؤ۔ یعنی جاؤ اور خوش ہو

خبلا پن ہی۔ احمق پن ہی۔ خبلا ہو واہی ہو۔

ردیف د

دائی کو میری کوستی ہی یعنی مجھ کو کوستی ہی

دن ٹل گئے یعنی ایام حیض کے ٹل گئے۔

دوگانہ۔ جو باہم بادام توام کو کھاتی ہیں اور چپٹی کھیلتی ہیں۔

دو پٹھی۔ ایک وضع کی جالی ہوتی ہی کہ اس کا دوہرا انخا نہ ہوتا ہی۔

دو منہ ہنس لی - یعنی ذرا ہنس لی۔
دھندارے یا دہین - یعنی مکر اور فریب اور حیلے یا دہین -
دھو کر اٹھایا ہی - یعنی منت جو مانتی ہیں تو قاعدہ ہی کہ واسطے یادداشت کے چھلّہ یا پیسہ یا روپیہ ادب سے دھو کر چھوڑتی ہیں بعد مراد بر آنے کے نیاز کر دیتی ہیں -
دو جی سے ہی - یعنی پیٹ سے ہی۔
دو حرف بھیجتی ہوں - یعنی لعنت بھیجتی ہوں -
در دکھاتی ہی - یعنی لڑکا جننا چاہتی ہی۔
ددا - اُس کو کہتے ہیں کہ جس لونڈی کی گود میں پرورش پاتے ہیں -
دال میں کالا ہی - اس میں کچھ خلل ہی۔
دوُنا - نہار۔
دِوَالیں - انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں -
دو بھر ہوا - یعنی مشکل ہوا۔

دور پار - خدا نہ کرے۔
دوہاجو - وہ جس کا پہلا خصم مر جائے اور دوسرا خصم کرے یا وہ مرد جس کی پہلی جورو مر جائے اور دوسری جورو کرے۔
دیوسا - یعنی روز مرنے کا - جس دن مردہ مرا ہو۔

ردیف ر

رچھوا - یعنی چھچھوندر جانور۔
راج کرے یہ الفت - یعنی آگ لگے اس الفت کو۔
رنگیلی ہی - یعنی بد ذات ہی۔
رائی بینا کی چوڑیاں - ایک وضع کی عمدہ چوڑیاں ہوتی ہیں۔
رسّی - عورتیں سانپ کو رات کے وقت رسّی کہتی ہیں -
رہتی باندھی ہی - معمول باندھا ہی -
رُخ بدلا ہی - ادھر سے منہ پھیرا اور

دوستی موقوف کی۔

روٹی اٹھائی - قرآن شریف اُٹھایا
یہ لفظ ادب سے اور ڈر سے بولتے ہیں
بلکہ بیشتر جو ناپاک ہوتی ہیں تو وہ اس طرح
سے کہتی ہیں۔

ردیف ز

زناخی - جو زناخ توڑ کر باہم زناخی
ہوتی ہیں۔

زمین دیکھی - رنگین نے زمین دیکھنے کے
معنی رد کرنا لکھا ہے یعنی قے کرنا - اور زمین
دیکھنا ذلیل ہونے سے بھی مراد ہے مولف

زہر کی گانٹھ ہے - بد ذات ہے - اور
بد باطن ہے۔

زمین کا پیوند ہو جائے - مر جائے۔

ردیف س

سکہ بٹھایا ہے - حکم بٹھایا ہے۔

سُنائی آئے - خبر کسی کے مرنے کی
آئے - یہ بھی محاورہ اہلِ پنجاب کا ہے
لیکن اکثر بیگمات کی زبان پہ جاری ہے۔

ستھرائی - جھاڑو۔

سُتنیا - یعنی بیٹی یہ لفظ غصے کے
وقت بولتے ہیں۔

سر چوٹ ہے - یعنی خلاف مرضی ہے

سہیلی - لونڈی - جو ہم عمر برابر کی ہوتی
ہے - اُس کو کہتے ہیں۔

سیلی - اُس کو کہتے ہیں جو رنگے ہوئے بال پر ڈوری
پہ نکالتے ہیں۔

سنجوگ - ملاقات - ملاپ باہم۔

سہنک اُس کو کہتے ہیں کہ جو نیاز حضرت
خاتون جنت علیہا السلام کی ہوتی ہے صحیح لفظ صحناک ہے

سکھی وہ لڑکی جو ذات اور عمر اور
دولت میں برابر ہوتی ہیں

سنگو - جو چھپ کر باتیں سُنے۔

ردیف ش

شفتل - یعنی نالائق اور بدکار۔

شترطی ملونگی - یعنی منقر ماونگی -

شاہ کملی کا تکیہ - شاہ جہان آباد میں حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں ایک تکیہ ہی کہ وہاں اکثر بیگمات عرس میں جاتی ہیں اور وہاں کی فقیرنی کا امیرزادی تھی اور وہاں فقیر ہو کر بیٹھی تھی اُس کا نام شاہ کملی تھا جن دنوں میں کمال ضعیف تھی بندہ نے بھی اُس کو دیکھا ہی - مدام پوشاک بہت ستھری پہنتی تھی - نہایت پاک اور پاکیزہ رہتی تھی اور مکان کو بھی حد سے زیادہ صاف اور شستہ رفتہ رکھتی تھی اور خود بھی باوجود اس ضعیفی کے نہایت خوب صورت تھی

شاد خوری - یہ لفظ حقیقت میں شورہ خوردہ تھا یعنی دیوار خشت شورہ خوردہ اس کو بیگمات نے اختصار کر کے شاد خوری ٹھہرایا ہی یعنی ناکارہ اور ناقص اور مونج اور کہنہ ہی -

شی پائی - یعنی اجازت پائی -

شہتوت کٹایا - عضو مخصوص کٹایا درنگین نے اس موقعہ پر فحش لفظ لکھا

شتّاح - یعنی حرام کار -

ردیف ص

صندل گھسیں - یعنی چپٹی لڑیں -

صَبورا - یعنی مصنوعی عضو مخصوص کچا ٹھکا یا ہاتھی دانت کا یا پیسوں کا جو واسطے تشفی خاطر کے بناتی ہیں - اور اس میں لعاب بہدانہ یا لعاب اسپغول کو بھرتی ہیں -

صبر سمیٹتی ہی - یعنی طوفان لیتی ہی -

ردیف ط

طبق - اُس کو کہتے ہیں کہ جو چیز پر یوں کی نیاز کی ہوتی ہی -

ردیف ف

فلانی - بلا کو کہتے ہیں - اور اندام نہانی کو بھی کہتے ہیں (یہاں رنگین نے فحش لفظ لکھا ہے -

فطرتی ہے - یعنی مکار اور حیلہ باز ہے -

ردیف ق

قطامہ - یعنی کٹنی ہے -

قصہ باندھا ہے - یعنی قصہ شروع کیا ہے اور معرکہ برپا کیا ہے -

قادری - وہ قسم سینہ بند کی جو چین دار ہوتی ہے -

قرق بٹھاتی ہے - یعنی حکم بٹھاتی ہے اور منہا کرتی ہے -

ردیف ک

کرتوت - یعنی جادو اور وہ فعل کہ جو زبوں ہو -

کٹر - یعنی سنگدل -

کھٹلے - کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں -

کوکھ سے ٹھنڈی ہے - یعنی اولاد والی ہے

کھڑا دونا دونگی - یعنی نیاز مشکل کشا کی دست بدست دوں گی -

کالے کوس ہے - یعنی بہت دور ہے -

کاکا - اُس خواجہ سرا کو کہتے ہیں کہ جس کی گود میں باپ نے پرورش پائی ہو -

کھاک سی - وہ جو زچہ بعد جننے کے پیٹ کھجلاتی ہو اور لکیریں سپید سپید موٹی موٹی پیٹ اور چھاتیوں میں اور رانوں میں پڑ جاتی ہیں -

کنوٹھی ہیں - یعنی بیاہو ہیں -

کیڑیاں نکالی ہیں - یعنی جو نکمیں نکالی ہیں

کسی سے اٹکی ہے - یعنی کسی پر فریفتہ ہے

کشتی - سر میں تیل ڈالنے کی پیالی کے طور سے ہوتی ہے اُس کو کہتے ہیں -

کڑبڑ ڈال۔ یعنی کھول ڈال اور تہ و بالا
کر ڈال۔
کارن۔ باعث۔
کسّو یعنی قحبہ
کہرام مچایا ہی۔ یعنی ماتم بیحد کیا اور
رونا پیٹنا اور شور و غل مچایا ہی۔ مکرر
یہ کہ یہ لفظ قدر عام ہی اور اکثروں کی زبان
پہ ہی اور اردو ے معلی کے مرد اور
رنڈی سب بولتے ہیں۔ محاورہ
رنڈیوں کا نہیں ہی۔
کیجا جان۔ دائی کو کہتے ہیں۔ یا اُسے
کہ جسے بجائے دائی کے سمجھتے ہیں۔
یا جسے جان کی برابر عزیز سمجھتے ہیں۔
کھڑپی۔ انگیا اور پشواز کی موڈھوں
کی تراش کو کہتے ہیں۔
کاڑا۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں کہ
اُنھیں پیٹ گرنے کے واسطے پلاتے ہیں
کوکا۔ دودھ پلائی دائی کی بیٹی کو کہتے
ہیں۔

ردیف گ

گھر گھالے ہیں۔ یعنی گھر برباد کیے ہیں
یہ لفظ ٹکسال باہر ہی لیکن شوخی اور بانپن
کی راہ سے زبان پر لاتے ہیں۔
گرج کر بولے۔ بہ آواز مہیب ڈراکر
اور چلّا کر بولے۔
گاتت۔ چھاتیاں۔
گود بھری جاتی ہی۔ یعنی جب حمل کو
سات مہینے گزرتے ہیں تو اس کی خوشی
ہوتی ہی۔ اور بڑی بوڑھیاں واسطے
شگون کے اس کی گود میں اقسام کے
میوے بھرتی ہیں۔
گاچ۔ فرنگ کا ایک کپڑا بہت باریک
درخت کی چھال کا بطور لاہی کے ہوتا ہی
گلٹی اس پھوڑیا کو کہتے ہیں کہ جو گلے
کے اندر نکلتی ہی قریب تالو کے۔
گھر کھوج مٹی یعنی ستیاناس گئی۔
گھگیاتی ہی۔ یعنی بہت منت کرتی ہی اور

عاجزی کرتی ہی۔

ردیف ل

لکھا ہی۔ یعنی چغل خور ہی۔
لتڑی ہی۔ جو ادھر کی اودھر اور
اودھر کی ادھر لگاتی ہی۔
لیڑو۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔
لو۔ کان کی جڑ کو کہتے ہیں۔
لہو پانی ایک کیا۔ یعنی بہت غصہ کیا
اور نہایت طیش کھایا۔
لکھوٹا اور لاکھا۔ پان کے رنگ کو کہتے
ہیں کہ جو ہونٹھ پر لگاتے ہیں۔
لٹی ہی۔ یعنی فریفتہ ہی۔
لگاتی بجھاتی ہی۔ یعنی دراندازی اور
غمازی کرتی ہی۔
لشکر والا۔ یعنی خصم۔
لوکا لگے یعنی آگ لگے یہ بھی محاورہ
اہل پنجاب کا ہی۔
لپکا اُس بات کا ہی۔ یعنی مدام خواہشمند

جماع کی ہی۔
لوٹھا ہی۔ یعنی مسٹنڈا ہی۔

ردیف م

مانگ سے ٹھنڈی ہی۔ یعنی سہاگن ہی
مان کرتی ہی۔ یعنی غرور کرتی ہی۔
ملیا میٹ ہوا۔ یعنی برباد ہوا
مانڈ ہمہ مجھسے نہیں اُٹھ سکتا یعنی
نازبیجا مجھ سے نہیں اُٹھ سکتا۔
مسکی۔ فقط چولی کے حق میں بولتے ہیں
منھ پھوڑ کر کھا۔ یعنی بے شرم ہوکر
کھالے۔
مت ماری گئی یعنی عقل ماری گئی
یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہی۔
منہ بھرائی دی۔ یعنی رشوت دی
مینک۔ یعنی آنکھ کی پتلی۔
میلے سر سے ہی۔ یعنی کپڑوں سے ہی۔
میرے منہ سے چاہتے ہیں۔ میرے
باعث اور میری خاطر سے چاہتے ہیں

ٹُمکنا سا ہی - چھوٹا سا ہی -
مردار ہی - یعنی چھپکلی ہی -
بیٹھا برس ہی - تیرھواں یا اٹھارھواں
برس ہی -
میرے منھ سے ہی - میرے باعث
سے ہی -
مرداری - چھپکلی -
مرچ ہی - بہت گرما گرم اور تیز ہی -
ماکٹ - انگیا کی کٹوریوں کو کہتے ہیں
معمول کے دن ٹل گئے - حیض کے
دن ٹل گئے -
ماموں - سانپ کو کہتے ہیں -
مغز کے کیڑے نہ اڑاؤ - یعنی سر نہ پھراؤ
محرم - انگیا
ملنے سے مجھے چڑ ہی - جماع سے مجھے
نفرت ہی -

ہیں - یعنی خدانخواستہ یا خدا نہ کرے
کے مقام پر بولتے ہیں -
ناگن - گدی کے اوپر سر کے بالوں میں
ایک بھونری ہوتی ہی اُس کو کہتے ہیں
نا میاں - یعنی چڑیلیں -
ناگ کی چوڑیاں - ایک قسم کی چوڑیاں
بہت عمدہ ہوتی ہیں اُنھیں کہتے ہیں
ناک چوٹی ہیں گرفتار ہی - یعنی صاحب
غیرت نہا ہی اور نخوت اور پندار میں گرفتار
ہی - نگوڑی ناٹھی ہی - بیکس اور بے اولاد
نہوڑے - نہیں بھاتے - گلہ نہیں بھاتا
ناک نہ رہی - یعنی عزت اور حرمت نہ رہی
نیم تنا - لطیور کرتے کے بہت کلیوں کا
ہوتا ہی -
ننگی شمشیر ہوں - یعنی بے محابا اور
نڈر ہوں -

ردیف ن

نوج - نج - دونوں ایک معنی رکھتے

ردیف و

وہ بات ہوگئی - مجامعت ہوگئی -

ردیف ہ

ہوکا ہے۔ یعنی قناعت اور سیری نہیں۔
ہربابی ہے۔ یعنی ہر کام کی ہے۔
ہرجائی ہے۔ یعنی تلون مزاج ہے۔
ہوک۔ پسلی کے درد کو کہتے ہیں۔
ہاتھ پتھر کے تلے ہے۔ یعنی مقام مجبوری ہے
ہلکان ہوئی۔ یعنی حیران ہوئی۔
ہلجان۔ شادی کے بعد ہر ایک پیسے ملا کر
پوری حلوا کچوری منگا کر کھاتی ہیں۔
ہتیلی میں چوریڑا۔ یعنی مہندی کے رنگ
میں سپید دھبہ رہ گیا۔
ہمیں ہی ہی کرے۔ یعنی ہمارا مردہ دیکھے
اور پیٹے۔
ہماری ہتی کھاوے۔ یعنی ہمارا حلوا
کھاوے۔
ہینگو۔ بلی کو کہتے ہیں اور بیشتر نکٹی بھی کہتے
ہیں یعنی رات کو چلے ہیں اس کا نام نہیں
لیتی ہیں۔

ہولاجولی نہ کر۔ یعنی گھبرا نہیں۔
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوں۔ یعنی
بیکار بیٹھی ہوں۔

ردیف ی

یگانہ۔ وہ کہ جس نے ارادہ چھٹی لڑنے
کا مصمم کیا ہو لیکن ابھی کچھ نہ ہوا ہو۔
یہ کس کا موت ہے۔ یعنی یہ کس کا نطفہ ہے

شیخ سدّو
میاں زین خاں
میاں صمد جہاں
پیر مٹیلے۔
ننھے میاں
چہل تن
میاں شاہ دریا
شاہ سکندر
ساتون پریاں یعنی
لال پری
سبز پری

سیاہ پری۔
زرد پری
دہاپری
آسمان پری
نور پری۔ ان سب کو بہت مانتی ہیں اور
اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہیں لیکن میاں
شاہ دریا اور شاہ سکندر اور ساتوں
پریاں سب کے حق میں یہ کہتی ہیں کہ یہ سب
بھائی اور بہن ہیں ان کو جنت سے حق
سبحانہ تعالیٰ نے حضرت خاتون کے
ساتھ کھیلنے کو بھیجا تھا کہ خدمت کیا کریں
اُن کی لونڈیاں اور غلام ہیں۔ پس اس
سبب سے ان کو اُن سب سے افضل
سمجھتی ہیں بالکل۔
میاں شاہ دریا اور
سکندر شاہ کو بیشتر نوری شہزادہ
کہتی ہیں یعنی ان کی خلقت نور سے ہے۔

فقط

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

واری ترے جاؤں میں خالق ہے تو خلقت کا
کب مجھ سے بیاں ذرہ ہو سکے تری قدرت کا

کچھ مجھ کو گناہوں کا خطرہ نہیں محشر میں
چھوڑوں گی نہیں دامن خاتون قیامت کا

تو وہ ہے جواں جس نے پھر کر کے زلیخا کو
یوسف کو کیا مفتوں اس چاند سی صورت کا

پہلو سے گئی واں تک تھا رابعہ بصری کو
یہ شوق دیا تو نے کعبے کی زیارت کا

جو نوح کی بیٹی تھی تھا واعلہ نام اس کا
طوفاں میں کیا تو نے ور دائے بعثت کا

اور حضرت عیسیٰ کو بن باپ کیا پیدا
مریم کا مرے والی شاہد ہے تو عصمت کا

قربان ترے مجھ سے اور میری دوگانہ سے
بھر عمر رہے رشتہ باہم یہ محبت کا

اب آٹھ پہر تجھ سے مانگوں ہوں دعا یہ میں
بندی کو پڑے ہوکا رنگیں کی نہ چاہت کا

۲

مجھ پہ طوفان نہ لے چاہ کا چل دور ددا
جھوٹ سے منہ کالا ترے جائیگا اڑ نور ددا

ایک تو شکل ڈرانی ہو تری بیچا سی
تسپہ یوں پھاڑ کے دیدے مجھے مت گھور ددا

پک گیا ہو ترے ہاتھوں سے کلیجہ میرا
تجھ کو دوں چیلوں کو گر ہو مرا مقدور ددا

اس لگلنے سے ترے اور بجھانے سے ترے
تیرے نالوں میں الٰہی کرے ناسور ددا

بڑبڑاتی ہو تو کیا صبح کو کل رہ تو سہی
ہڈی ہڈی تری کرتی ہو مجھے چور ددا

دوستوں کو مرے دشمن تو کیا ہو تونے
اور کیا چاہیے کیا ہو تجھے منظور ددا

تیری تو تو نہیں بنتی ہو بھلا جس تس سے
پھر یہ کیوں کرتی ہو رنگین کا تو مذکور ددا

۳

رات باتوں میں یہاں تونے گزاری انّا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اُسے لا ری انّا

سوچ اس کا نہ ہو گر مجھ کو تو پھر کس کو ہو
جانتی تو نہیں کیا پانوں ہی بھاری انّا

آج اشکر وہ سدھارا یہ کہا کیوں انّا
تونے گلی سی یہ کیا چھاتی میں ماری انّا

آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہو مجھے اس کی چاہ
روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

ہوئی جو ہونی تھی سو ہو بندی ملے گی شرطی
وصل کی اس سے زباں ہا تو میں ہاری انّا

میں نے مانا ہو کہ وہ آئے تو میں [illegible]
لا کسی طرح اسے لے میری پیاری انّا

[illegible] ملے مجھ سے جدا کے تو علی جی کی قسم
دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری انّا

اُٹھتے ہی صبح کو اڑ جاتی ہو رنگین کے پاس
کہیو سب حال مرا میں ترے واری انّا

سنا ہی اے زناخی تو نے باجا جب سے ارگن کا
لگی ہی تب سے کلمہ پڑھنے تو از خود فرنگن کا

چلو چلکر قطب صاحب میں جھولے ڈالکر جھولیں
دوگانہ منھ برستا ہی مہینہ ہی یہ ساون کا

لگاتی اور بجھاتی ہی مری جانب سے جس تس کے
یہ لیکھا چھوٹ جاوے یا الٰہی دائی سوکن کا

کروں قربان میں پشواز کو جالی کی کرتی پہ
دوگانہ مجھ سے اٹھ سکتا نہیں ہی بوجھ دامن کا

ہلا کر سر کیا کر باتیں تو مجھ سے نہ ہنس ہنس کر
زناخی مارتا ہی تجھ کو ڈورا تیری گردن کا

دوگانہ تو زناخی پہ مری مرتی ہی کس خاطر
بنی ہی دوست جانی کون اپنے جی کے دشمن کا

جوانی سے وہ پھل پاوے الٰہی حیف نظر میری
وہ کون انسان ہی جو عاشق نہیں رنگین کے جوبن کا

کل جو مغلانی نے سی دے کے مروڑی انگیا
ہو گئی تنگ بچھاؤں سے نگوڑی انگیا

لے گئی کھول کے تو شب کو دوگانا ساری
ایک بھی میرے پہننے کو نہ چھوڑی انگیا

ٹھیک کچھ کاٹ پہ ہی نہیں بی مغلانی
تنگ اس سے بھی ذرا سیجو تھوڑی انگیا

رات کو عطر کی شیشی پہ اونڈیلی اس نے
کہ سرا اٹھ کے وہ بندی نے نچوڑی انگیا

دھوئی ہی دیکھو بے طرح سے کیا اوجلی نے
کچ کی میری نئی دے کے مروڑی انگیا

ٹوکیاں اور بچھاوے ہوئی سب تار تار
کچ کچا کرکے جو رنگین نے نچوڑی انگیا

نیند آتی نہیں کم بخت دوانی آجا
اپنی بپتی کوئی کہہ آج کہانی آجا

ہاتھ پتھر سے ہوئے کس کے ہیں چھلّے کا داغ
دی ہے یہ کس نے تجھے اپنی نشانی آجا

جب وہ روٹھا تھا تبھی تو نے یا مجھے دیا
میں نے کچھ قدر تری ہائے نہ جانی آجا

سبز رنگ اب کے ہی نوروز کا اس سر کی قسم
جوڑا لاکر تو پہنا دے مجھے دھانی آجا

بال ماتھے کے جو ڈوریسے لیے ہیں تو نے
شکل لگتی ہے تری آج ڈرانی آجا

غم ہے رنگیں کو نہ میرا ہوا ہے اُس کے پیچھے
مفت برباد ہوئی میری جوانی آجا

مجھے چاہیے ہے دھواں دھار جوتا
کوئی لادے اناطرح دار جوتا

عجب کچھ چپلاپنے سے چلے ہے
پہن کر دوگانا انی دار جوتا

بنایا ہے کم بخت نے ماند کشتی
نہ لے ایسا کوئی خریدار جوتا

ٹکے نسپہ موتی ہیں بے ربط دانے
یہ اُس جوتے والے کے سر مار جوتا

کبھی میں نے پہنا نہیں یوں تو رنگیں
جھلا پور لایا ہے سو بار جوتا

خدا جانے یہ کس کا ہے موت خوجا
قیامت رنگیلا ہے یاقوت خوجا

محل میں موا رنڈیاں گھورنے کو
ہوا ہے کٹا اپنا شہتوت خوجا

مجھے زہر لگتا ہی خیلاپن اُس کا
دوگانا کو اور مجھکو دیکھا جو لیٹے

بلا سا ہی یہ نرا دوت خوجا
تو پھر کیا گرج کر ہوا بھوت خوجا

غضب ہی کہ رنگیں کا دل پھاڑنے کو
نیا روز کرتا ہی کرتوت خوجا

آکے بیٹھا ہوا بھی وہاں سے بچارا انکا
پاگئی ہیں کہ یہ لایا ہی وہیں کا پیغام
جاکے تو میری دوگانہ کو یہ پیشواز دے آ
یاں کے اس ہیر سے آپس کے یقیں ہی مجھکو
جاکے واں حال مرا روز نہیں کہ آتا
میرے منہ سے ہی یہاں بعد مرے یا قسمت
جیتے جی میرے کہے کوئی تجھے آدھی بات

اب جو بھیجوں تو نہ جاویگا دوبارا انکا
آکے نزدیک جو پڑھے کے پکارا انکا
تیرے صدقے گئی اچھا مرا پیارا انکا
بیٹھ رہوے گا کہیں کرکے کنارا انکا
تیری ان باتوں نے جی سے مجھی مارا انکا
کوئی دن اور بھی کر اپنا گزارا انکا
بات ہرگز یہ نہیں مجھ کو گوارا انکا

لایا رنگیں کو نہ ساتھ اپنے کہہ آیا پیغام
سر سے اک بوجھ سا یہ تو نے اُتارا انکا

دائی تھی جو نٹی گھر اُس کے ہیں کل چور پڑا
دن دھاڑے جو چلی آئی تو میرے گھر ہیں

ہوئی باجی وہ مثل چور کے گھر مور پڑا
تو دوگانہ ترے آنے سے مجھے شور پڑا

میں تجھے چاہوں نہ ناحق تو بچا ہے مجھ کو
آنکھیں دکھتی ہیں ملکتی ہے مری دائی یوں
کوڑہ پن سے جو دوا تو نے لگائی مہندی
تیری خاطر کروں کتاک میں دوگانا پیاری

طور میری تری الفت کا ہے کچھ اور پڑا
جیسے چلائے ہے رستہ میں کوئی کو رپڑا
تو ہتھیلی میں مری دیکھ لے یہ چور پڑا
تہ اس بات کا لپکا تجھے در گور پڑا

دیکھ لی تو بھی جبا نام ہے رنگیں اس کا
سر پہ جس کے وہ دوپٹہ ہے جھلا بور پڑا

تبرک ہے ہیرا پرانا رونا
خبر کو نہ ناحق کی بھیجا تھا میں نے
یقیں جان کو کاسے اٹکا ہوا ہے
رونا وہی ہے جو ہر بالی ہو وے
مراجی دھڑکتا ہے تا وقت ہیں نے
کھڑے پاؤں چھٹکاؤں گر آج ہو تجھے

یہ ہے سب رونوں کا نانا رونا
گیا اور کے گھر دوگانا رونا
دوا وہ ہمارا فسانا رونا
کچھ آساں نہیں ہے کہانا رونا
کیا ہے ادھر کو روانا رونا
سلامت وہاں لیکے کھانا رونا

کہے میرا پیغام رنگیں سے جاکر
کچھ اس طرح سے کہ کہانا رونا

زہر لگتا ہے دوگانا مجھے جانا تیرا
ہاں جو بھاتا ہے تو بھاتا ہے یہ آنا تیرا

میرا خاصہ جو دھرا ہے وہی کر نوش جان
سوچ تو جی میں زناخی مجھے بھولے کیونکر
ہونٹھ کو تونے دوا اپنی بنایا ہے جونک

آوے کب گھر سے خدا جانیے کھانا تیرا
یوں[۱] ...... سے ...... کا یہ اٹھانا تیرا
کیا مری چڑھی ہے دھڑی کا یہ جمانا تیرا

سب سے روح اٹھ گئی تو جب سے ملا اے ناگن
پھرتا چھاتی پہ ہے وہ ساتھ سلاتا تیرا

کس نے ڈالا ہے زناخی زور مت لٹوے بہا
گو مجھے تانسیگی باجی تیرے کارن لے بوا
موڑنی کسو کھڑی ہے پاس تیرے دیکھ تو
مجھ کو تو گاڑے دوگانا اپنا جی بھاری نکر

کیا بُری خو ہے تری در گو مت لٹوے بہا
میں نہیں کہنے کی تجھ کو تو مت لٹوے بہا
ناچ کر لیے ٹکوڑے مو مت لٹوے بہا
لے گیا لوٹ کر گھر جو مت لٹوے بہا

جو نہ جانے مجھ کو رنگیں اُس سے کر چھل بل بنے
چھوڑے انگلی کی میری پو مت لٹوے بہا

شب کو اُس جنتی بچہ نے یہ غضب خالا کیا
حفظ نظر کو کا جو میری تھی جوان چھٹی کے بعد

چھوپ کے مجھ سے منہ دوگانا کا مری کالا کیا
بیٹا اُسے جب رہ گیا جب دوسرا جالا کیا

۱ بوجہ فحش ہونے کے اس مصرعے سے دو لفظ ترک کیے گیے۔

کون ایسا ہی ددا جس پر کہ اتراتی ہو تو
چھاتی ہیا اپنی زناخی کی سراہوں لے جیا
کچھ نہ دم مارا مری خاطر سے اس نے یہ نہا

کوئی پیدا پھر ہوا کیا چاہنے والا کیا
ہیں نے اس کی چھاتیوں کو تو مرگالا کیا
بس نے جس جس طور سے چاہا تہ و بالا کیا

اے ددا کس سے کہوں رنگیں کی چھل بل بانا
بیر[1] دوڑانے ہیں اُس نے ات بنگالہ کیا

ہر چند میں زناخی سے بیزار ہوں جیا
مجھ سے کسی کا اُٹھ نہیں سکتا ہے اَن ٹٹ
لازم نہیں ہے باجی کو یوں تانسا مجھے
بس ہو مرا تو اُن کی چھری بھونکوں پیٹ میں

پر کا کلو دا پنی سے ناچار ہوں جیا
میں آپ ہی ناک چوٹی گرفتار ہوں جیا
ہر چند طپش[2] کی میں سزاوار ہوں جیا
آنکھوں میں جن کے پیر سے میں خار ہوں جیا

کچھ احتیاج نامہ و پیغام کی نہیں
رنگیں کے پاس جانے کو تیار ہوں جیا

لے رہیگا میراجی کوکا یہ نہالانا ترا
ہر مری چڑھ ٹھنڈ سے اس پانی سے نہالانا ترا

۱؎ بیر - منتر۔
۲؎ طپش کو ہر جگہ رنگین نے تپش لکھا ہے۔

یہ زناخی کھل گیا باجی یہ مجھ کو سیر میں
گاہ لے جانا یہاں سے اور ٹہلانا ترا

تو ہنسی سے اوری کہتی ہو دہلا جاتی ہوں میں
بھاڑ میں جاوے حیا ہر دم یہ دہلانا ترا

رات ہو تو کیا ہوا کوکا دوگانا کو تو لا
خوش نہیں آتا مجھے اس دم یہ بہلانا ترا

اوڑھنی بھاری مری یہ ہو گئی اتنا خراب
ہو مری سر چوٹ لے یوں بولد کر کے لانا ترا

تج اس بندی کو بولی لے زناخی دوپہر مار
اپنی آنکھوں سے مرے تلووں کا سہلانا ترا

اس تری للو کے صدقے ہو گئی رنگیں مری
مجھ کو بھاتا ہو غزل جھٹ سے یہ کہہ لانا ترا

ردیف ب

میرے گھر میں زناخی آئی کب
میں نگوڑی بھلا نہائی کب

صبر میرا سمیٹتی ہو دد
شب کو بولی تھی چارپائی کب

کل زناخی تھی میرے پاس کدھر
اوڑھ بیٹھی تھی میں رضائی کب

لڑکی مدت سے وہ گئی ہو روٹھ
میری اس کی ہوئی صفائی کب

وہ نجنتی تو اپنے گھر میں نہ تھی
پاس اس کے گئی تھی دائی کب

دوڑی لینے کو میں اسے کس دم
پانوں میں میرے موچ آئی کب

کھانا کھایا تھا میں نے اس نے کہا
اور منگوائی تھی ملائی کب

کی تھی شب میں نے کس جگہ کنگھی	آرسی اُس نے تھی دکھائی کب
ہرگز آتی نہیں ہے سانچ کو آنچ	بیٹھ جاوے گی یہ بڑائی کب

گوندھ کر ہاتھ پانوں میں رنگیں
اُس نے مہندی مرے لگائی کب

ردیف ت

مرا جی جلاتی ہے دائی کی بات	مجھے کب خوش آتی ہے دائی کی بات
یہی جی میں آتا ہے سر پیٹ لوں	یہ غصہ دلاتی ہے دائی کی بات
کرے منع بکنے سے اُس کو کوئی	مرا سر پھراتی ہے دائی کی بات
وہ کہتی تھی آویں گے آتی ہے وہ	کبھی خالی جاتی ہے دائی کی بات

جب آتی ہے رنگیں کو دھڑکے کے تب
مرے ہوش اُڑاتی ہے دائی کی بات

میں تو کرتی ہوں دوگانا سے بھلائی گت	اور وہ کرتی ہے بندی سے برائی ات گت
اس کے ملنے کا بڑا ہے مرے دل کو دھڑکا	یاد آج اس کی مجھے اُس نے دلائی گت گت

خوب سا میں نے نکال اپنے لیا دل کا بخار
ہو گئی آج مری اس کی صفائی ات گت

ہانتھا پائی نہ کرائے جان دوگانا مجھ سے
ڈر خدا سے تری نازک ہی کلائی ات گت

اے دداجان بتا کیسے کہوں میں مجھ کو
کرتی بیچین ہی رنگین کی جدائی ات گت

ردیف ج

تجھ سے ملنے کا رونا مجھے ارمان ہو نوج
تو ہی بیدید تیرے گھر کوئی مہمان ہو نوج

ناک میں دم تھا چھوڑا یا ہی خدا نے انا
عشق کے جال میں پھر بند مری جان ہو نوج

دوست جو میرے ہیں پچھتاتے ہیں اگر مجھ پاس
دوست سے دوست اجی دل کے پشیمان ہو نوج

صدقے حسنین کے جو مجھے پیارے بس ہیں
یا علی اس پہ کسی طرح کا طوفان ہو نوج

[illegible]

اٹکا میں نے ادے سخت کڑا ہی رنگیں
اے دداجان کوئی ایسے کے قربان ہو نوج

ردیف ح

رشتۂ الفت کو توڑوں کس طرح
عشق سے میں موہنہ کو موڑوں کس طرح

پونچھنے سے اشک کے فرصت نہیں
بعد مدت ہاتھ آیا ہی سر سے
وہ لگاتا ہی نہیں چھاتی کو ہاتھ

آستیں کو میں نچوڑوں کس طرح
اب دوا ہیں اس کو چھوڑوں کس طرح
اپنی چھاتی میں مروڑوں کس طرح

شیشۂ دل توڑ کر رنگیں مرا
اب تو کہتا ہی ہیں جوڑوں کس طرح

ردیف خ

ہیں تو کچھ کہتی نہیں شوق سی سو باری چیخ
اڑ گئے مغز کے کیڑے تو ادھر کیوں ہی کھڑی
لے میں کہتی ہوں کہ سر پیٹ کے چونڈے کو گھسیٹ
لوگ یاں چونک اٹھے اپنے پرائے سارے
تس پہ کراتی ہی مردار اری شاباش ہی

نام لیکر مری دائی کا ددا ماری چیخ
میری چندیا پہ کھڑی ہو کے ادھر آری چیخ
نوج نوج اپنا تو منہ شوق سی گزاری چیخ
مرمٹی تونے غضب ایسی ہی اک ماری چیخ
تیرے منہ سے ابھی نکلی ہی نہیں ساری چیخ

ہائے یہ تجھ سے رنگیں کے حوالہ کر دے
میری انا کو دوگانا ہیں ترے واری چیخ

ردیف (د)

کوڑہ پن سے آج دائی تو نے کھولا بوغبند
لے وہ اطلس کی زنگاری نہالی کیا ہوئی
کیا گیا میرا لحاف اُس میں بندھا ہوا آئی سو
اسے دوگانا سب ملا جاویگا جوڑا اُڑا اُک کا

ایک محرم کے لیے سارا ٹٹولا بوغبند
وہ نہیں ملتی ہی میں نے سب ٹٹولا بوغبند
تھا جو میکے سے مری آیا مجھولا بوغبند
ہیرے سے باندھا ہو تو نے آج پولا بوغبند

کل زناخی کیا کہوں کیا میری مت ماری گئی
لے گیا رنگیں مجھے دیکر بتولا بوغبند

ظاہر فلک سے لیکے ہوا نازنیں کا بھید
تھا مجھکو کام آٹھ پہر اُس کی یاد سے
جا کر دولے کہہ دیا باجی سے میرا حال
ملنے کو جب کہوں ہوں وہ کہتی ہے تب نہیں ق
شاید کہ اُس نے اور ہی توڑی کہیں زناخ

لیکن کھلا زناخی کے ہرگز نہ کہیں کا بھید
جانے تھا کون اس دل اندوہگیں کا بھید
کہتا ہی ہمنشیں بھی کوئی ہمنشیں کا بھید
معلوم میں نے کرلیا اس کی نہیں کا بھید
دریافت ہوگیا مجھے اُس نازنیں کا بھید

پھنس اندنوں گئی ہے وہ رنگیں کے دام میں
مجھ سے تو کچھ چھپا نہیں رہتا کہیں کا بھید

الفاً

بھاتا نہیں ہی مجھ کو گنواری ازاربند — جاکر دادوہ مجھے کالاری ازاربند
جاتا ہی پھول والوں کے میلے میں وہ جیا — چنبا کا ہیں وہ پہنوں گی بھاری ازاربند
ہمسائی پہ یہ وقت پڑا ہی کہ تین دن — بن بن کے بیچتی ہی بچاری ازاربند
ڈھیلی گرہ لگاؤں تو انّا یہ کہتی ہی — ق — آیا نہ باندھنے تجھے واری ازاربند
باندھوں جو کھینچ کر تو وہ کہتی ہی یہ مجھے — کیا کس کے باندھتی ہی تو پیاری ازاربند

رنگین قسم ہی تیری ہی۔ ہول میلے سرے میں
مت کھول اُکر کے منت و زاری ازاربند

ردیف ر

اے دوگانہ تو مجھے لوٹنے کو آئی پھیر — پھر نہ اٹک جاوے گی گھر پہ میری ستھرائی پھیر
اپنی والی پہ جو آؤں تو دوگانہ شن رکھ — پیش جاوے نہ تری ڈھٹے پہ چترائی پھیر
دیکھ تو میرے تلے ہیں ہی یہ کیا ہٹ رہا — ناف کے نیچے مرے ہاتھ تو اے دائی پھیر
جو زناخی تو کرے گی یہ ہیں ہرجائی پن — تو یہ اُتر جاوے گی منہ کی تری ترائی پھیر
عیدی لیکر میری سسرال گئی تھی انّا — جو وہاں سے گئی تھی سو یہ دو لائی پھیر

دو جو بجلی تھی البیلی اس کو بولائی رنگین
میری قسمت میں لکھی تھی وہی گھر گھائی پھیر

اب الاچی کو میں اپنے گھر بلاؤں دور یار
اُس کو میں اپنے چھپر کھٹ پر سلاؤں دور یار

زہر کردینی ہے وہ کھانے کو لڑ کر مجھ سے روز
آج سے میں ساتھ اُس کے کھانا کھاؤں دور یار

کیا گئی گزری ہوں میں ایسی کہ جاؤں دور کر
اور بنا کر ساتھ اپنے اس کو لاؤں دور یار

ہوں وہ دن ناپید جس دن بھیج کر دائی وہاں
واسطے اپنے کچھ اُس سے میں منگاؤں دور یار

ہاتھ آوے تو اُسے رگڑوں میں تلووں کے تلے
اُس کی صورت میں مصور سے کھچاؤں دور یار

چل دد امت چھیڑ بس ہے کون وہ جس کا تو کھائے
اس کی خاطر میں دھڑی گھری جماؤں دور یار

وہ نگوڑی کھینچے ہے اب دور کتنا آپ کو
بن بلائے اب میں اُس کے پاس جاؤں دور یار

اُس نے ہمسایہ میں آکر گھر لیا تو کیا ہوا
اب اُسے آواز میں اپنی سناؤں دور یار

دل پہ میرے نقش ہیں رنگین کی ساری شوخیاں
اُس کی بھجوائی ہوئی مہندی لگاؤں دور یار

ردیف ز

کروں میں کہاں تک مدارات روز
تمہیں چاہیئے ہے وہی بات روز

مجھے گھر کے لوگوں کا ڈر ہے کمال
کروں کس طرح سے ملاقات روز

مرا تیرا چرچا ہے سب شہر میں
بھلا آؤں کیونکر میں ہر رات روز

کہاں تک سنوں کان تو اڑ گئے
تری سنتے سنتے حکایات روز

گئے ہیں مرے گھر میں سب تجھ کو تاڑ
کیا کر نہ رنگین اشارات روز

تانس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز
بڑھی اُجلی نے اک آن کے قصہ ناندھا
کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہی ہلکی پھلکی
تو دوا ایک ہی اللہ ری او حرفت بار
بوجھ سو اس کے کمر لچکی ہی پڑتی ہی بھری ؛
ہیں نے تب پیر سے دو ٹکڑے اڑائی پشواز
اس سے بندی نے وہ دھانی جو دِلائی پشواز
کیوں مرے واسطے باجی ذرا سلائی پشواز
قادری مانگی نہی تو دوڑ کے لائی پشواز
کیوں مجھے گھیر کی انا نے پہنائی پشواز

رشک سے منہ یہ بسنتی کے گئی پھول بسنت
میں نے رنگیں یہ بسنتی جو رنگائی پوشاک

باجی مری ہوتی ہی جب بے نماز
دور و دا جان یہ ڈھلتا ہی چاند
کپڑے انوکھے مجھے آئے نہیں ؛
گزرے ہیں معمول سے پر دن دو چند
پڑھتی نہیں رہتی ہی تب بے نماز
اندنوں ہوتی ہوں میں کب بے نماز
رسم یہ ہی ہوتے ہیں سب بے نماز
اب کے ہوئی ہوں میں غضب بے نماز

ہوگئی جُز مُرجہ ہی - آنو - تو - بس
رنگیں نہیں ہوتی وہ اب بے نماز

———×⁘×———

ردیف (س)

یوں ہی اس دل کو دوگانا کی نشانی کی ہوس
ریت میں مچھلی کو جوں ہوتی ہے پانی کی ہوس

اپنی بیتی ہی کہا کرتی ہوں میں راتوں کو
دھیان قصہ کا مجھے ہے نہ کہانی کی ہوس

جی میں اپنے اُسے نادان سمجھتی ہوں میں
دل میں جو رکھتی ہے اس عالمِ فانی کی ہوس

ہے درخت ایسا کہاں جس کو لگی ہو نہ ہوا
کوئی ایسا نہیں جس کو نہیں جانی کی ہوس

آرزو گر ہے مرے دل میں تو ہے رنگیں کی
لال جوڑے کی خوشی کچھ ہے نہ دھانی کی ہوس

ردیف ش

اتنی بندی نہیں ہے چاہ سے خوش
جتنی گوئیاں کے ہے نباہ سے خوش

اور کی سیج پہ نہیں سوتی
میں ہوں اپنی ہی خوابگاہ سے خوش

دوست سے اپنے مثل کاہ ربا
میں تو ہوتی ہوں برگ کاہ سے خوش

نہیں دن میں کسی سے ملتی نہیں
ہوں ملاقات گاہ گاہ سے خوش

خوش ہے رنگیں سے یوں زناخی تو
جیسے ہووے چکور ماہ سے خوش

ردیف غ

میں تو ہرگز نہ زناخی سے کروں جان دریغ
اور زنہار مجھے ملنے کو ارمان دریغ

وہ جو آوے مرے گھر میں تو مجھے جاوے لوٹ
جاؤں گھر اُس کے تو مجھ سے وہ کرے پان دریغ

دل کی میں سادی تھی کمبخت کر اُس سے دوّانا
نہ کیا میں نے تو مال نہ دل و ایمان دریغ

اب جو سوچے تو غرض اس کو بھی مطلب ہے بس
اُس کے دم دینے میں ہوگئی نادان دریغ

آج رنگین کو بلاتی ہوں میں اور گھر میں مرے
کچھ مہیا ہی نہیں عیش کا سامان دریغ

ردیف ق

ہو نہ یارب کسی کو چاہ کا شوق
اور جو ہو بھی تو ہو نباہ کا شوق

دھیان یوں مجھ کو ہے دوگانا کا
کہربا کو ہو جیسے کاہ کا شوق

عشق کی راہ ہے بہت بے ڈھب
ہو گئے ایسی بھونڈی راہ کا شوق

سارے قصے جہاں کے اپنی ہی چڑھ
ہے مگر مجھ کو مہر و ماہ کا شوق

مجھ کو اُس بات کا نہیں ہو کا
بندی رکھتی ہے گاہ گاہ کا شوق

چڑھا ہی چھیڑ سے پر تری خاطر
پڑ گیا ہے بہ خواہ نہ خواہ کا شوق

دھیان لوگوں کو ہے یوں رنگیں کا
ہو چکوروں کو جیسے ماہ کا شوق

ردیف ک

اب میری دوگانا کو مراد حیبان ہو گیا خاک
انسان کی انّا اسے پہچان ہو گیا خاک

ملتی نہیں وہ مجھ کو نہیں اب تو بتا دو
اس بات میں اس کا اجی نقصان ہو گیا خاک

ہیں یاد بہانے تو اُسے ایسے بہت سے
آنے کو یہاں چاہیے سامان ہو گیا خاک

الفت مری اس کی تو ہوئی ہو گئی دن سے
دل کا مرے نکلا کوئی ارمان ہو گیا خاک

رنگیں سے جو پیغام سلام اس نے کیا ہے
سوچو تو ذرا اجی ہیں وہ انسان ہو گیا خاک

گو مرے سر پہ نہیں لال پری کی بیٹھک
بندی پر دیکھی تھیں لال پری کی بیٹھک

گو کہ اور مانگ سی وہ ٹھنڈ سی ہے جو دیتی ہے
جھاڑ بالوں سے زیبا لال پری کی بیٹھک

میں نے مانا ہے جو اس چاند کے دن ٹلجاویں
تو ہیں وہ آپ ہی لال پری کی بیٹھک

سرخ جوڑا تو رنگا لینے دو لوگو مجھ کو
یوں بھی ہوتی ہے کہیں لال پری کی بیٹھک

خانم زری پہ یہ کہ دو اگر مینرا
آ دیکھ اس گھر میں بٹھا لال پری کی بیٹھک

ہے جمعرات گھر اپنے کو دوگانا مت جا
آج بیچے ڈال ہیں لال پری کی بیٹھک

تو بھی دیکھ آن کے رنگیں کہ سجی ہے بینے
رشکِ فردوسِ بریں لال پری کی بیٹھک

ردیف ل

لائی گھڑ کر مری خاطر جو سناری ہیکل
تو ددا بولی بہن لیگئے دولاری ہیکل

جب تلک چھوٹی تھی تب تک تو میں اوڑھاتی
ننھی منی سی پہنتی تھی یہ پیاری ہیکل

نہیں سے اتنی بڑی ہو کے اسے کیوں پہنوں
اب بنا دو مرے لائق مجھے بھاری ہیکل

سادی ہیکل مرے سر چوٹ ہے اب جی ہے یہ
کر بس اک ڈال نگینوں کی ہو ساری ہیکل

آکے کروٹ کے تلے چبھتے ہیں میرے تعویذ
آج اس واسطے رنگیں نے اتاری ہیکل

کنگھی میں کپّی تیل کی انّا اونڈیل ڈال
سوکھے ہیں بال آکے مرے سر میں تیل ڈال

یا رب شبِ جدائی تو ہرگز نہو نصیب
بندی کو یوں جو چاہیے تو کولھو میں پیل ڈال

باجی نہ کر نصیحتِ بیجا جلے ہے دل
ہے آگ سی جو سینے میں اس کو کڑیل ڈال

ہوگا جو اُس کا وصل تو نقل میٹھے بورے جی
یہ ہجر کے جو دن ہیں تو اب ان کو جھیل ڈال

جب مست ہو ڈرا کہیں اس کی یہ چل نہ تجھے
رنگیں خدا کے واسطے تو اس کو کھیل ڈال

تو خریدار کی میرے ہی خریدار اصیل
مارے گردن تجھے لیکر کوئی تلوار اصیل

میری چندیا سے پڑے ہٹ کی بکا کر ماما
میں نے یہ بات کہی تجھ کو ہی سو بار اصیل

بوڑھا نخرا نہ ہلا دور ہی سے جا کے بسور
کس نگوڑی کو ترا بھائے یہ بستار اصیل

ایسی بھنڈار قامی ہی کمبخت کہ جیتنا ٹال سکو
اوشتغاہ اور ہی تو لائی ہی ہر بار اصیل

تجھ سی المست کی میں منہ کو لگاؤں چھاتی
مدہ میں جوبن کے غضب تو تو ہی سرشار اصیل

میں تو کچھ کہتی ہوں تو جا کے وہاں کہتی ہی کچھ
خوب سوچی تو نہیں تو میری غمخوار اصیل

وہ کہ جو چرخ میں بادل کے لگائے تھگلی
ایسی عیارسی اک مجھ کو ہی درکار اصیل

کیونکہ چرخا اک پڑا وہ بھی ہی سنتی ہوں میں
ق
آنے جانے کو وہاں چاہیئے طرار اصیل

ایسی ویسی کا وہاں کام نہیں ہی مطلق
جاوے رنگیں کے بلانے کو دھواں دھار اصیل

ردیف م

شوق مجھ کھوج مٹی کو جو ہی اس بات سے کم
بولتی مجھ سے دوگانا ہی بہت رات سے کم

چار میں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں دو منہ میں کبھی
جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم

مان کرتی ہی عبث اپنی وہ جوبن پہ دوا!
گات میری بھی زناخی کی نہیں گات سے کم

کہے وہ کچھ ہی سمجھتی ہی یہ بس کچھ کا کچھ
دائی واقف ہی دوگانا کے اشارات سے کم

بھیجتا روز ہی رنگیں مجھے پیغام سلام
اور میں آگاہ ہوں اس حرف و حکایات سے کم

ردیف ن

یہ خواہش ہے میری تو مرجائے آتون
نہیں ملنے دیتی بتا۔ کوئی ہے ہے
کوئی ہیں کہ خوب سی لال مرچیں ؛
دعا ہے یہ بندی کی دن رات جی سے
مرے جی میں ہے آج گڑیاں نکالوں
تو چھپ جائے میری بچھونوں میں کانٹے
کہا تھا مجھے کل تجھے دوں گی چھٹی ؛
نہیں چڑھنے دیتی ہے کوٹھے پہ مجھکو

سنائی ترے گھر میں اب جائے آتون
ترے ہاتھ سے اب کی بھر جائے آتون
ترے دونوں دیدوں میں بھر جائے آتون
الٰہی جہاں سے گزر جائے آتون
سویرے سے گھر اپنے گر جائے آتون
کوئی اس طرح آکے دھر جائے آتون
کروں کیا جواب یوں مکر جائے آتون
چڑھوں میں اگر اپنے گھر جائے آتون

جو کہلا میں بھیجوں تو پھر تجھکو رنگیں ؛
ابھی آن کر ذبح کر جائے آتون ؛

ہمیشہ سے ہی یہ تیرا عجب دستور میلے میں
دوا کچھ دال میں کالا ہے سچ کہ مت تولا دے
خدا جانے کہاں تھا پانی کہ کس سے لڑی کہ کا
تو ذکر بالی کے نیچے سے دبا جاوں کے اندر سے

دوگانا مجھ سے تو اترا کے ہے کہ دور میں میلے
ترا آتے ہی منہ کا اڑ گیا کیوں تو میلے میں
کہ اس نے چوڑیاں کہیں اپنی چلنا جو میلے میں
بجا کر آنکھ سب کی شوق سے بس گئے میلے میں

ق

یہ رنگیں مردوا جو ہے کھڑا اُس سے کوئی کہہ دے
کہ میرا گر تجھے ہے گھورنا منظور میلے میں

ن

کس کی ہے بجنا وری پہنے کنواری چوڑیاں
رائی بہناں کی جبا مجھ کو بہاری چوڑیاں

جھوٹھا جوڑا پہنوں میں انا یہ جھوٹی بات ہے
سچے بندوں کی پہنا دے مجھ کو بھاری چوڑیاں

گر کہے گی مجھ سے کچھ منہ پھوڑ کر باجی تو پھر
ٹھنڈی کر ڈالوں گی میں ہاتھوں کی ساری چوڑیاں

بہن نے بھیجا دوگاناواں کی یہ سوغات ہے
ہیں جلیسر کی نہیں ناگ کی تمھاری چوڑیاں

مہندی جب ہاتھ میں لگاؤں تب ہی منہاری تو
ٹھیک کر جوڑا قرینے سو لگا ری چوڑیاں

بات سنتی ہی نہیں کمبخت کیسی ڈھیٹھ ہے
ہاتھ چھلتا ہے بلانے سی چڑھا ری چوڑیاں

اب ہوس باقی نہیں رنگین کہ میں نے بارہا
پہنیاں سب آگ کی ہیں باری باری چوڑیاں

اٹھاؤں کب تلک تاں یہ تقصیر آئے دن
دوگانا مجھ سے کیوں رہتی ہے تو دلگیر آئے دن

پہیلی ہے دوا کی بات کچھ پوچھی نہیں جاتی
انوکھی ہی کیا کرتی ہے وہ تقریر آئے دن

الٰہی کون بھنڈار قابا ہوا ہے مجھ پہ دیوا انشہ
کہ ہے میری گلے کی ٹوٹتی زنجیر آئے دن

دوا کھائی نہیں ہو گرم دالی کی تو پھر نبلا
دوا کیوں بیٹھتی ہے ترنی تکبیر آئے دن

زناخی کو یہ بندی بھول جاوے کس طرح رنگین
پھرے ہے پتلیوں میں اسکی وہ تصویر آئے دن

چھپ کے مل مجھ سے دوگانا ترے واری جاؤں
صفت میں ایسا نہو کہیں ماری جاؤں

نام چھپ تخنی کو کیا رکھتی ہو میری باجی
میں تو ہاں بگڑی ہوں کس طرح سنواری جاؤں

شفتا ہیں یوں چڑھیں نظروں میں تمہاری گو بلا
اور میں کوٹھے سے اس طرح اتاری جاؤں

چھا جوں مینہ برسے ہے ساون کی اندھیری ہے رات
یاں سے ٹکرانی کدھر اب میں بچاری جاؤں

یہ مناسب نہیں رنگیں کہ میں اپنے گھر تک
شہر میں کرتی ہوئی نالہ و زاری جاؤں

خوان چھڑیوں کے کہیں گھر نے میں بھروا سمدھن
اپنی سمدھن کو تو اوروں سے نہ مروا سمدھن

لیکے ساچق تری گھر داہے میں آئی ہوں میں
آج تیاری مری چوبوں کی کروا سمدھن

میرے سمدھی کی لشتی تری اتنی ہے کہ بس
تجھکو زنہار نہیں ہے مری پروا سمدھن

میلے کپڑے جو ہیں تیرے تو انھیں دھلوا ڈال
اپنی خشتک کو نچو ہوں سے کتروا سمدھن

شیشیاں رنگ کی خالی ہوئیں تو غم مت کھا
میرا سمدھی ہے انھیں لائیگا بھروا سمدھن

چھوڑ دے اور سے ملنے کو تو رنگیں کے سوا
چھوڑ کر ایسے کو اوروں سے نہ گروا سمدھن

گرچہ زناخی جیسی نیلی نہیں ہوں میں
لیکن ازاربند کی ڈھیلی نہیں ہوں میں

یہ بولتی ہوں بول ٹرا خاک چاٹ کر
کوبیاں کی طرح جھاڑو کی تیلی نہیں ہوں میں

ہی دوست سکی آنکھوں کی پتلی تو اے جیا
گرچہ دوگانا جان تتّیا مرچ ہی تو

بی بی ہوں گھر کی میں بھی رنگیلی نہیں ہوں میں
تو میں بھی چھیلی میخ ہوں گیلی نہیں ہوں میں

ہیں حرفتیں بھری مری رگ رگ میں کوٹ کر
رنگیں تری طرح سے رنگیلی نہیں ہوں میں

ہرگز نہیں کچھ قدر تجھے چاہ کی گوئیاں
میں قدر کروں تو بھی نہ یہ لب تلک آدی
تو آج نہ آوے تو لہو پیوے ہمارا
اب تجھ سے خدا سمجھے تو ہی زہر کی اک گانٹھ

کہہ کوئی بھی ہی بات تری راہ کی گوئیاں
اب ضعف سے حالت ہی یہ اُس آہ کی گوئیاں
تجھ بن نہیں کچھ سیر شب ماہ کی گوئیاں
تجھ پر کہیں پھٹکی پڑے درگاہ کی گوئیاں

ہی دل میں ہوس اپنے تو رنگیں کی ہوس ہی
خواہش ہی نہ دولت کی نہ کچھ جاہ کی گوئیاں

قطعہ

ایک دن باجی نے گلن سے منگائیں کٹڑیاں
کیا غضب ہی جس گھڑی اُس کو بلایا گھر کے بیچ
پتلی پتلی چن کے پھر ہاتھوں سے اپنے جھڑک
اپنی انا جان کو میں نے بلایا چیخ کر
کیا کہوں لوگو تب آئی جان میری جان میں

آگیا غش مجھ کو یہ سُن کر کہ آئیں کٹڑیاں
طشتری میں پہلے پانی سے دھلائیں کٹڑیاں
ساری گڈی میں مری بھر کر لگائیں کٹڑیاں
آن کر اُس نے مری وہ سب چھڑائیں کٹڑیاں
پر مری گلن نے جب وہ سب چھٹائیں کٹڑیاں

رات وہ رو دھو کے کاٹی ہیں نے بھی جس طرح
پاسباں منگوا لگے دم پھر بھر آئیں گیڑیاں

ڈھنگ سب دیکھتے ہیں رنگیں نہ بنا کر کل بھوت
دیکھ تو کیا ظلم میرے پر ہیں لائیں گیڑیاں

جلدی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
بُری اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

طبیعت چاہتی ہے اُس کو میری
کچھی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

چھیڑتا ہے وہ سو سو بار آ کر
بچی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

لڑا کرتا ہے وہ مجھ سے ہمیشہ
ملی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

بُرا مجھ کو سمجھتا ہے گا رنگیں
بھلی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

ردیف و

کرتی ہے عجب ڈھب سے تقریر مری چھو چھو
حسن میری نظر آئے گی تصویر مری چھو چھو

نتھنے سے کلیجہ کو کیا اُس کے ہوا الو گو
کچھ ان دنوں رہتی ہے دلگیر مری چھو چھو

ہٹ کیوں نہ کرے ہر دم اب پیر میٹھیلے کی
ہر سال پہنتی ہے زنجیر مری چھو چھو

برسوں سے اجی اُس کے اور میرے ملاپے ہیں
ہرگز نہیں کرتی ہے تقصیر مری چھو چھو

ہیں اُس کی جدائی میں دن رات [illegible] ہوں
کچھ پھیر نہیں سکتی تقدیر مری چھو چھو

اس ضد پہ تو چل ہاں رنگیں سے ملوں گی میں
ناغیر تو کر لیجو جا کے مری چھو چھو

جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو — چلو لے چلو میری ڈولی کہارو
بچھڑ جاؤں نگری سے مر جاؤں سائے — لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو
چلو ہولے ہولے دھمک سے نہ بنتی — گئی سب مسک میری چولی کہارو
مرے مغز کے بس اُڑا دو نہ کیڑے — سناؤ نہ اپنی یہ بولی کہارو
الٰہی کرے نکلے تالو میں گلٹی — یہ جیسی زباں تم نے کھولی کہارو
ق
جو ہیں اوڑھی ڈولی سے میں وہیں تم نے — بٹاری مری سب ٹٹولی کہارو
علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری — مجھے سمجھیو تم نہ بھولی کہارو

ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو
کہاں سے ہو کے پیٹے ڈولی کہارو

ایضاً

یہ بچپنے سے ہے اپنی عادت کہ جس کی ہوتی ہے چاہ بوبو
پھر اُس سے کرتی ہے اپنی مقدور آپ بندی نباہ بوبو
کسی سے آگاہ میں کہاں تھی کیا گھر آنکھوں میں میری تلپٹ
نہ اس میں تقصیر جی کی ہرگز نہ میرے دل کا گناہ بوبو

جو بڑھ کے باجی سے میں ہوں بولی تو میری ٹوٹو میں مٹوں لیٹو
نہیں ہے باور تو اُس سے پوچھو جبا ہے میری گواہ بوبو
ددا کے کہنے پہ تم نہ جانا نہیں ہے باتوں میں اس کی بھار رک
یونہیں وہ کرتی ہے مجھ سے ہر دم کہیوں کہ مانگوں پناہ بوبو

کسی روئی سے جاکے کہہ دو خبر شتابی سے اس کی لاوے
غضب ہے رنگیں نہ ابتک آیا پڑی میں تکتی ہوں راہ بوبو

گو نہیں میرا غم زناخی کو
اے ددا دیکھ تو کن انکھیوں سے
دونوں آنکھیں ہیں میری گویاں سے

میں نہ دوں گی قسم زناخی کو
دیکھوں میں چشم نم زناخی کو
چاہتی کب ہوں گم زناخی کو

دیکھ میں تیرے پاس اے رنگیں
آئی کیا دے کے دم زناخی کو

گانچ - باریک جو جھلّی سی ہو
میں کروں اپنی زناخی اُس کو
لاکے تلووں سے دوائی میرے
رات کو لیتے ہو رسّی کا نام

ٹوکی تو اس کی عجب اچی سی ہو
جس کی صورت مری اچی سی ہو
پتی مہندی کی اگر ایسی ہو
تم کچھ اناجی بلّی رسی ہو

آنکھ سے کیوں نہ وہ کاجل کو چرائے — اے دوا تجھ سی جو چھتیسی ہو
ہار دو آپ کو یا جیتو مجھے — کھلائیے مجھ سے جو پچیسی ہو

تجھ سے رنگیں وہ چھوا چھوئی کھیلے
جو سہیلی میری ڈالی سی ہو

اے لوگو چھپا جنائی کو — لائے کوئی بلا جنائی کو
بیکلی سی ہے آج بلواؤں — پیٹ اپنا دکھا جنائی کو
درد کھاتی ہوں میں مروڑی کے — غم نہیں کچھ مرا جنائی کو
بچہ سیدھا ہے یا کہ ہے پائل — نہیں معلوم کیا جنائی کو
خیر سے انگنا مہینہ ہے — اے دوا کہہ سنا جنائی کو
پانچوں کپڑے بدن کے ہیں اپنے — دوں گی چلہ نہا جنائی کو
زہر لگتی ہے مجھ کو اچھوانی — میں پیوں گی بلا جنائی کو
نہیں دیتی ہے مجھ کو کاڑھا کیوں — دوں میں کیا کیا بتا جنائی کو

آکے رنگیں میں تیرے پاؤں پڑوں
ذرا آنکھیں دکھا جنائی کو

———٭٭٭———

ردیف ہ

اے زناخی کیوں کیا کرتی ہے ہر دم اوہی آہ
ڈر خدا سے اور کیا کر اب کے کم کم اوہی آہ

جس طرح کی ہم نے اس سے ملکے باہم اوہی آہ
ہو نصیب اس طرح کرنی سب کو جم جم اوہی آہ

جب تلک چھوٹی تھی میں باجی نہیں تھی جانتی
اب خدا کے فضل سے کرتی ہوں ہر دم اوہی آہ

تجھ کو اے انا ہوا کیا ہے کہ شب کو اٹھکے تو
کھانستے میں ہے گھڑی کرتی ہے ہر دم اوہی آہ

بن جو بولی آج تو انا مری سے کہنے لگی
وا اچھڑی بیاری مری کرتی ہے ہر دم اوہی آہ

اے دوا کیا جانیے سیکھی ہے کس سے ملکے یہ
اب دوگانا کچھ بہت کرتی ہے ہر دم اوہی آہ

کل نہیں پڑتی کسی کل کیا کروں بیکل ہوں میں
مجھ سے کروانا ہے اس کے ہجر کا غم اوہی آہ

جاگتی ہے باجی اب ہے چھپل پرا اوس کا مزاج
کیا کہوں اسدم یہ میری حق میں ہے ستم اوہی آہ

کیا کروں ناچار رنگیں کی خوشی کے واسطے
سیکھتی میں بھی چاہوں ہوں اب تو کم کم اوہی آہ

ایضاً

کس سے گرمی کا رکھا جائے یہ بھاری روزہ
سردی ہووے تو رکھے مجھ سی بچاری روزہ

دیکھ نیسرے میں تاریخ بتا دے مجھ کو
اب کے آتوں جی رکھوں گی میں ہزاری روزہ

منہ پہ کچھ رکھتی نہیں اپنے وہ پن کھتی ہیں
کھولتی جب ہے دوا میری دلاری روزہ

آج سے فرنی و فالودے کی تیاری کر
کل ہی تو چھنیدی رکھے گی مری پیاری روزہ

پھر امنڈ اترا ہوا دیکھ کے کہتی ہے حیا
اٹھتی ہے پچھلے پہر رات کو کھا کر سحری

آج تو کر کے نہ رکھ منت نے زاری روزہ
شوق سے رکھیو تو کل میں تری واری روزہ

آج روزہ ترا ترٹ و لکے رہے گا وہ دوا
پاس رنگیں کے تو آ رکھ کے بچاری روزہ

ردیف ی

سراپا

ہے اجی میری دوگانا کی سجاوٹ خاصی
چنپی رنگ غضب تس پہ کھنچاوٹ خاصی

سر کے تعویذ ستم اور فتح پنچ عجیب
بال مہکے ہوئے چوٹی کے گندھاوٹ خاصی

سر سے گفتار جدی سب سے نرالی نکھ سکھ
دانت تصویر ہیں مسی کی جماوٹ خاصی

شہر آشوب دھڑی تس پہ لکھوٹا کا فر
بس جو چھوٹا ہے تو ہے منہ کی بھاوٹ خاصی

گر جگت بولے تو بر کالہ آتش ہو زباں
اور رک جائے تو رکنے میں رکاوٹ خاصی

اس کی بس گات کی کیا بات ہے کیا کہنا ہے
چھب درست ایسی ہے بازو کی گداوٹ خاصی

کرتی جالی کی پڑا سر پہ دوپٹہ اچھا
تہر پا جامہ اور انگیا کی کساوٹ خاصی

قطع جو کلیا عجب گھیر ہے دامن کا سلم
آستیں چسپ بہت اور چڑھاوٹ خاصی

لہر لہرائی ہوئی تس پہ وہ طوفانی حباب
گو کھرو اور بنت کی ہے بناوٹ خاصی

سسکی بھرنی وہ غضب اور جھجکنا زیبا
اوسی کے ساتھ بھرا بروکی جھکاوٹ خاصی
پہونچیاں وا پچھڑی جی کان کی بانی بیداد
نو رتن ویسی ہی بیتی کی جڑاوٹ خاصی
ناز زیبندہ حیا آفت و عشوہ جادو
غمزہ وہ ظلم ادا زور رُکھاوٹ خاصی
اچپلاہٹ وہ فسوں اور جھمپنا ہی کہ
پھر ملاقات میں کافر وہ رچاوٹ خاصی
کیوں نہ ایسے سے پھنسے دل جی انصاف کرو
گفتگو سحر۔ کمر خوب۔ لگاوٹ خاصی
بند پاجامہ کی چنپا میں سہرا کی چمک
وہ پہ نیرا دُھریں اور بناوٹ خاصی
پاؤں میں کفش بھبوکا وہ مغرق ساری
سرو قد اور ہیں راتوں کی ڈھلاوٹ خاصی
سب سے سب بات جدی سب سے انوکھی نیا
سب سے پوشاک الگ سب سے سجاوٹ خاصی

کس کا اظہار کروں تجھ سے میں کیا کیا رنگیں
دست و پانجے میں مہندی کی رچاوٹ خاصی

ہی زناخی مری وہ لال پری
ہو جسے دیکھ کر نڈھال پری
وہ چڑھی گات واہ جی تختی
وہ پری زاد حچب جمال پری
کھنچی کنگھی ستم وہ ڈھیلا پیچ
زلف ناگن سیاہ بال پری
چشم جادو نگاہ سحر آمیز
ہر مژہ ناوک اور گال پری
دونوں ابرو دھواں عجب گردن
ساری نکھ سکھ درست چال پری
بولنا خوب روٹھنا اچھا
ہنسنا ہیں ادا او دلال پری
دانت خاصے دھڑی طلسم جمی
ستھرے لب تسپہ بول چال پری

چھلے تصویر چھاپیاں براق ۔ چوڑیاں سبز ہاتھ لال پری
نورتن زور دھکدھکی آفت ۔ نتھ غضب پہنچیاں سڈھال پری
ناز طوفاں کرشمہ شہر آشوب ۔ غمزہ ظلم اور ادا کمال پری
کرتی نادر نرالے کی محرم ۔ تہرا جامہ سر کی شال پری
پاؤں پاکیزہ کفش ماہی پشت ۔ قد و قامت عجیب چال پری

فندق پاہیں اودیاں رنگین ۔
الغرض ہے وہ بے مثال پری

کیوں یہ گھر کھوچ مٹی آج کہا مان گئی ۔ دم تو لینے دے زناخی ترے قربان گئی
تو تو محرم نہیں مت ہاتھ لگا چھاتی کو ۔ سخت بے رحم ہے تو ۔ اوہی مری جان گئی
بولے وہ آ کے کب میں نے تب اُن سے یہ کہا ۔ بندی ہرگز نہیں اب تک کہیں مہمان گئی
آ کے وہ پھر بھی گئے دیکھو اب ناٹ پھری ۔ لینے بازار جو وہ سبز قدم پان گئی

تیرے صدقے گئی رنگیں غزل اک اور تو کہ
جگت اُستاد ہے تو میں تجھے پہچان گئی

ٹیس پیڑو میں اُٹھی اوہی مری جان گئی ۔ مت ستا مجھ کو دوگانا ترے قربان گئی
تجھ سے جب ناٹ ملی تھی مجھے کچھ دکھ نہ تھا ۔ ہاتھ ملتی ہوں بری بات کو کیوں مان گئی

جوں جوں تجھے ہی دھمکات بندی کا دم رکتا ہی
میں ترے پاس دوگانا ابھی آئی تھی چلی
زہر لگتی ہی مجھے یہ تیری چھچھل بازی

اب مری جان گئی جان یہ میں جان گئی
میرے گھر میں تو عبث کرنے کو طوفان گئی
ہاں ترے آنے سے باجی تجھے پہچان گئی

تری رنگیں سے کہیں آنکھ لڑی سچ کہہ بارے
کچھ تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہی اوسان گئی

اُٹھتی میری پسلی کے تلے ہوک ہی دائی
یہ آج نہ جاوے تو تری تھوک ہی دائی
لائی ہو دوا تو میری خاطر جو بنا کر
کھائی نہیں جاتی ہی وہ یہ چوک ہی دائی

جس طرح بنے رنگیں کو لا جا کے یہاں تک
اُس بن مجھے کھانا یہ دم خوک ہی دائی

دن رات بن اُس کے ہی یہ اب بندی کی حالت
یا شور ہی یا چیخ ہی یا کوک ہی دائی
ساتھ اُس کو نہیں لائی مرے پاس تلک ہائے
تو سوچ لے جی میں یہ تری چوک ہی دائی

غزل

میں نے ترے کارن جو تجا جوگ زناخی
طعنے مجھے اب دیتے ہیں سب لوگ زناخی

تو اور کبھی اک بار گلے میرے چمٹ جا
جو پھر کہوں تو دیجیو سو بھوگ زناخی

لوگوں سے بہت چاہا کہ میں تو نہ ملیں پھر
ہونا تھا یہ میرا ترا سنجوگ زناخی

ہی سواری دل تو جو اُسے چاہے کسی کا
ہی عشق تو رنگیں کا بڑا روگ زناخی

غزل

شکل باجی کی جو یاد آتی ہی
تو ابھی روح نکل جاتی ہی

وہ تو ہوتی نہیں ہی ہی کمبخت
بات جو دل کو مرے بھاتی ہی

کھو جڑا جائے مری آنکھوں کا
نیند کیوں ان کو نہیں آتی ہی

کوئی کمبخت ملے گا آ کر
کچھ پھڑکتی جو مری چھاتی ہی

ہاتھ سے تیرے مروں کچھ کھا کر
ہر گھڑی جی میں یہ آ جاتی ہی

ستیاناس ہو لے چاہ ترا
اب تو کیا کیا مجھے دکھلاتی ہی

غم میں رنگیں کے نہ ہونا برباد
یوں زناخی مجھے سمجھاتی ہی

آج دروازے پہ نوبت جو دھری جاتی ہے
میری گوکا کی اجی گود بھری جاتی ہے

میری اور میری زناخی کے ہے گڑیوں کا بیاہ
آج ساچق ہے مرے گھر سے بری جاتی ہے

میری چھپو چھپو کی اری کوئی بڑھا دے پشواز
بوجھ سے اس کے بجستی وہ مری جاتی ہے

سامنے سے مری گوکا کے پرے ہٹ دالی
تیری صورت سے وہ ڈرپوک ڈری جاتی ہے

میری پروا نہیں رنگیں کو اری انا جان
اس کے پاس ایک نئی روز پری جاتی ہے

کھلی آفت ہے چنپا ظلم نرگس سحر ہے
موگرا جادو غضب گینا ہے اودو ظلم
اس میں جو چھوٹی ہے سب سے اس کی یہ تقریر ہے
ہے یہ گھر لنکا یہاں ہے کون بادل گرجے

گل چمن ہے ایک شفتاح اور چنبیلی قہر ہے
ہے بسنتی اک بھبوکا اور نوبلی قہر ہے
میں سمجھتی ہوں نہیں کچھ وہ پہیلی قہر ہے
ایک سے اک واہ بندی کی سہیلی قہر ہے

میں جو جاتی ہوں تو جی آنے کو پھر کرتا نہیں
اے وہ داد خسپ رنگیں کی حویلی قہر ہے

بس اب نہ رکھ تو مجھ کو دلگیر میری باجی
کر دے معاف میری تقصیر میری باجی

شرطی اڑاؤں پڑیاں اور دو لکڑا میں دونا
گر آکے مجھ سے مل جائے پیر میری باجی

سنتی نہیں کسی کی غصے کے وقت تو پھر
نام خدا ہے ننگی شمشیر میری باجی

چوٹے ہیں جائے الفت اگ جائے اس کو لوکا
جس واسطے ہوئی ہے دلگیر میری باجی

سگھڑاپن اس پہ گر ہے ختم لیک مجھکو
سینتی ہے کیا ہی انگیا تصویر میری باجی

رنگیں سے اور مجھ سے ہو جائے جس میں غٹ پٹ
بتلا دے کوئی ایسی تدبیر میری باجی

لیے پھرتی ہے ہتیلی پہ فلانی باندی
ہوئے غارت کہیں یہ تیری جوانی باندی

یوں تو چپ چاپ ہے سن گن ہے پرائے مغلانی
ایک شناخ ہے یہ میری نمانی باندی

کل وہ لشکر کو سدھاریگا سنا ہے میں نے
جا کے لادے تو مجھے اس کی نشانی باندی

مردوے یوں تو بہت سنڈے ہیں لیکن ہے ہر
کوئی ایسا نہیں جھاڑے ترا پانی باندی

پنڈیاں ہیں نے جو بینسی کی بنوائی ہیں
کھا گئی سو وہ چرا کر یہ فلانی باندی

ان کی ہیں آنکھ کے صدقے کہ سبھوں میں ہیں عجب
مری باجی نے مجھے دی ہے ڈرانی باندی

اور تو کیا کسی لوٹھے سے تجھی دونگی بیاہ
لا دے گر اس کا تو بیغام زبانی باندی

خیر سے جاؤں گی میں آج میاں رنگیں پاس
مہندی ہاتھوں میں لگا میرے شہانی باندی

پھرے کیونکر نہ لے کھلے بانکی
ملا ہے جب سے اُس سے شاہ دریا
غضب ہے وہ تو میلے سر سے نکلی آج
مجھے بھاتا ہے چٹخارے کا سالن
زناخی میری علامت ہے ایسی
کہا میں نے کہ ملتی جا ادھر آ

قطعہ

دوگانا ہے حرم ننھے میاں کی
وہ دشمن تب سے ہے گی میری جاں کی
طبق کی کیوں پنجیری اُس نے پھانکی
یہ البتہ چھوڑی ہے اُن زباں کی
کہ جوں ہی کل چلی اک دے کے جھانکی
تو اُس گستاخ نے ہو کی نہ ہاں کی

اگر دل پھر گیا رنگیں کا مجھ سے
تو اے انا رہی ہیں پھر کہاں کی

منہ بھر آئی جب نہیں پاتی ہے اُردا بیگنی
فرق تب کیا مجھ پہ جھلاتی ہے اردا بیگنی
اُس کو لینے کو گئی ہے جی دھڑکتا ہے مرا
دیکھیے پیغام کب لاتی ہے اُردا بیگنی
یہ مری بختاوری دیکھو کہ باجی سے مجھے
شور ناحق روز دلواتی ہے اردا بیگنی
اُس کی چاہت میں جو میرا ہاتھ ہے پھڑکتا
دم بدم آ مجھ کو دھمکاتی ہے اُردا بیگنی

جبکہ رنگیں کے یہاں آنے کی سنتی ہوں خبر
اپنا سر آپ کی کھا جاتی ہو اُردا بیگنی

غزل قطعہ بند

لائی انگیا جو مرے واسطے سی مغلانی
اپنی سگھڑائی پہ اترا کے ہنسی مغلانی

اُس کا تب مال گھٹانے کو کہا یوں میں نے
بات سن جائیو ہاں آئیو بی مغلانی

کیا اس انگیا کے پچھاوون کو برا کترا ہی
جھول مٹنا ہی نہیں کتنا کسی مغلانی

پسریاں دونوں طرف کی ہیں دوالیں ہی کی
ٹوکی روندھی ہی ہر ایک اُس کی دھری مغلانی

قہر بے ربط ہی اڑ جائے یہ چڑیا کم بخت
تس پہ ڈوری ہی عجب ڈھب کی ٹکی مغلانی

توئیاں بھی ہیں سو وہ خاک ہیں پھر کس کے لیے
کس روش سے بنت اس پہ ہی ٹکی مغلانی

آستیں ہی یہ ہر اک تنگ کہ چڑھتی ہی نہیں
بند دارائی کی بجوڑے میں سبھی مغلانی

مجھ سے اس بات کو سُن تاؤ بہت سا کھایا
پھر جو مطلب کو مرے سوچ گئی مغلانی

تو لگی کہنے کہ ہاں میں تو بری ہوں صاحب
اور اچھی سی بلا لیجے کوئی مغلانی

واں کوئی کیوں رہے ہووے جہاں ایسی جلاد
رہے یاں اپنا کوئی مار کے جی مغلانی

کھل کے جب طیش کہا اُس نے کہ گر چاہیے مجھے
تب یہ جھنجلا کے کہا میں نے کہ بی مغلانی

نہیں رہتی ہو تو لو جاؤ جی بس بس بخشو
میں بھی لیتی ہوں بلا اور کبھی مغلانی

اُس نے گو سر پہ اٹھایا تھا محل کل ہی سے
لیکن اس بات کو سنتے ہی ڈری مغلانی

مجھ کو رنگیں کی قسم اب تو نہ صاحب ذکر
رکھی جائے گی نہیں ایسی بری مغلانی ؛

میری طرف سے کچھ تو ترے دل میں چور ہی
میں نے سمجھ لیا تو دوگانا گمشدہ ہی

اتنا بڑا ہی مسئلہ ایک آنوں کی ناک پر
جتنی بڑی دوا مری انگلی کی پور ہی

روے ذرا جو دادا تو دائی ہو بے قرار
دائی ہی مورنی تو مرا دادا مور ہی

منہ ڈھانپ کر تو رو یہ چھچھوری نہیں موئی
اے کوکا تیری انگلی کی پکی یہ کور ہی

ایسی گچھے میں جالی کی کرتی ہی دائی کے
جیسی بری پڑے مری میانی کی طور ہی

ہی میرا چلنا پھرنا دوگانا کے اختیار
یہ جان لو کہ میں ہوں چکی اور وہ ڈور ہی

صدقے زناخی میرے میں قربان اس کے ہوں
ہم میں چکی ایک ہی اور ایک ڈور ہی

شاید کہ ہو گیا ترا بیٹھا برس شروع
کوکا کچھ ان دنوں تری چاہت کا شور ہی

تیری قسم گنواری اسے جانتی ہوں میں
لونڈی ہی گو رنگیلی پر کوئی کہتی بند ور ہی

بس وہ تو اوڑھتے کی نہیں کل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دو جھلاجھل کی اوڑھنی

بھیجا ہے گوٹے کا یہ دوپٹہ مجھے جو خوش
اور آپ اوڑھتے ہیں مسلسل کی اوڑھنی

گرمی کے مارے ناک میں آئی ہے میری جان
انّا اوڑھا دے لاکے کوئی ہلکی اوڑھنی

بجلی سی مجھ کو بھاتی ہے کچھ بھی سے کاچ کی
بندی کو زہر لگتی ہے ململ کی اوڑھنی

اس بوغبند میں یہ مل جائے گی نہ دا
تہ کرکے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

برسات اُس کو کہتے ہیں جی جس بہار میں
سر پہ ہو لکے ہوتی ہو بادل کی اوڑھنی

پہونچی چپک کمر کو ارے لوگو دوڑیو
کہ لے گیا اُتار جو سر سے مری ڈھاکی اوڑھنی

بھاری بہت ہے نگاشے کرن ٹنکیں لگاؤں میں
سر پر مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی

ق

کل حلیم میں ذرا جائیو بی سیدانی
حوض کو دودھ سے بھروائیو بی سیدانی

آج تو چندی ہے سودا مری صحنک کا تمام
چوک سے جاکے تمہیں لائیو بی سیدانی

لاکے سودے کو مجھے بیٹو اگر جاؤ کہیں
دو برو بیٹھ کے پکوائیو بی سیدانی

پاک جاکیں سب تو دیکھیں بی بی زنونا لیا
سامنے اپنے دکھوائیو بی سیدانی

کھا چکیں وہ تو لگا ہاتھ میں سب کے مہندی
پھر دعا اُن سے یہ منگوائیو بی سیدانی

بیبی اس بندی کو جو چرخ کے ستاتا ہے شتاب
اپنی اپنی وہ سزا پائیو بی سیدانی

اور وہ ہے رنگیںؔ جو سدا رہتا ہے شراب
بس جوانی سے وہ پھل پائیو بی سیدانی

وہ گرم ہے یہ میری دوا جان ڈومنی — رہ جائے جس کو دیکھ کے حیران ڈومنی
کرتی ہے ڈومنی بنا کو کام ری جہاں میں — پاپڑ ہے ہی خاک چاٹ کے وارکان ڈومنی
کٹ مستی ہی کو میری زناخی کے دیکھ کر — کرتی ہے چاک اپنا گریبان ڈومنی
تقلید کر سکے وہ دوگانا کی ذکر کیا — چھپتی ہوئے کیسی ہے طوفان ڈومنی
سکہ بھی بٹھایا ہے باجی نے اندلوں — آنے نہ پائے یاں کوئی مہمان ڈومنی

اتنا تجھے جو دیکھ کے رنگیںؔ کو بیرے پاس
چلتی ہے کیا ہی بیر سے ہر آن ڈومنی

دل کو بیٹھا جو وہ بے پروا لے — پڑ گئے جان کے مجھ کو لالے
بوسہ مانگا تو ہوا آزردہ وہ — منہ سے اتنا بھی نہ پھوٹا آ لے
آہ اس عشق کا گھر کھوج مٹے — اس نے گھر دیکھو کیا کیا گھالے
نہیں آتے وہ سفر سے ہے ہے — پڑ گئے پائے طلب میں چھالے
جان و مال و دل و دیں تم نے لیا — پھیر اب تم سے کوئی کیا کیا لے
سخت بے دید ہو بے رحم ہو تم — نج پڑے کوئی تمہاری پالے
روز رنگیںؔ سے بھڑ لتے ہیں مجھے — یارب اڑ جائیں لگانے والے

خواہاں دیکھنے کی ہوں نہ طالب اُس سے اُلفت کی
دوگانا جان ہیں کبھو کی ، فقط ہوں تیری چاہت کی
تجھے مجھ بن نہ آرام اور نہ چین آوے مجھے تجھ بن
بہم اپنی جو الفت ہو تو بہ صورت ہی الفت کی
بہم چتون کی حرکت سے مبادا تاڑ لے کوئی ؛
نہیں ہیں دیکھ سکتی تجھ کو یاری اس قباحت کی
نجا سکتی ہوں میں اُس تک نہ آ سکتی ہو وہ مجھ تک
دور اُس پر دکھیونیت ہیں کیا کیا کچھ ہو خلقت کی

ہلے یاں ہو نہ ٹھ پھیرے پا لیا تم نے وہاں رنگیں
اجی صاحب تمہاری ہیں ہوں قائل اس فراست کی

اُو بی جو دوگانا کے یاقوت کی ہو کی
نالوں سے ترے تو تو لگتی نہیں یاں آجا
ہیں آگے زناخی کے کچھ بول نہیں سکتی
اس مدت سے جلتا ہی بس کس کا ارے لوگو
کیوں بات مری سمجھی جاتی نہیں دائی سے
شاباش تجھے کوکا کہہ تو نے دیا مجھ سے
گانا تو نہیں آتا بھلاتی ہوں جی اپنا

اس سر کی قسم اتنا ہم تنگ ہو وہ دوری کی
واں جا کے ہوا کیا جو تو منہ سے نہ کچھ بھی کی
کیا جانیے کیا اُس نے ماری ہو مجھے بُری کی
جوڑی نہیں جاتی ہو ٹوٹی ہو اگر دھڑکی
بولوں ہوں میں سنتی تو بولوں ہوں میں تیری کی
کرنے ہیں رہا کیا تھا تھی گونج کھلی ڈر کی
ہوں لے سے نہ ہیں واقف کو سرت نہ کچھ سر کی

سنتی مرے منہ سے جب نام ترا رنگیں
دیتی ہو مجھے آ چابندر کی طرح گھرکی ؛

دیکھو خنکی تھی میری ایسی کیا ۔ بس کی بھری
جس پہ گوئیاں نے جیا اتنی بڑی سسکی بھری
پہچانی تو تھی پاپی تھی زناخی تو ہی کہہ
ہے مہابانی کس کی اچھی اور ہے کس کی بھری
تو خفا مت ہو دوا ختم اس پہ سب کوڑھ پن
ساری مسی سے ہے اونگلی دیکھ لے اس کی بھری
کیا نہیں پہنچیں تجھے کھیاں طبق کی اے جیا
تیرے حصے کی رکابی ایک تھی مس کی بھری

رو نہ کس سے ہو سکے وہ بات رنگیں دو رپار
یہ غضب ہے تو نے پائی کس طرح اس کی بھری

ہر سخن میں ہے کئی وا چھڑی جی ۔ خوبی نخرے کی اجی وا چھڑی جی
میں نگوڑی تو ہوں سیدھی سادی ۔ تجھ سے تیجے نہ کجی وا چھڑی جی
عید کا دن ہے برس دن کا دن ۔ مجھ سے کہتی ہو نہ جی وا چھڑی جی
زرق برق آج غضب دکھلائی ۔ زرد پوشاک سجی وا چھڑی جی

لے تری میٹھی زباں کے صدقے
میں یہ سمجھی کٹی گئی رات بہت

پھر تو کہہ او چھی جی وا چھڑی جی
نوبت صبح بجی وا چھڑی جی

ستیاناس گئی رنگیں سے
دوستی تو نے تجی وا چھڑی جی

یہ میرے یار نے کیا مجھ سے بیوفائی کی
اب اس کے عشق نے کیا کیا تھا مجھ سی سلوک
میں تیرے واری نصیحت نہ کر مجھے باجی

ملے نہ پھر کبھی جس دن سے آشنائی کی
ستیاناس تو نے خدا ہت تری خدائی کی
تجھے بھی یاد ہی کو اس سب خدائی کی

پھنسا دیا مجھے رنگیں کے دام میں ناحق
کٹے الٰہی کہے ناک میری دائی کی

صدقے تجھ پر سے دوگانا کہ یہ میری باندی
میری باندی نہیں باندی ہے یہ تیری باندی
جی میں آتا ہے کہ دو انگلی لگاؤں مسی
آرسی میری اٹھا کر مجھے دے ری باندی
بڑبڑاتی ہے تو کیوں منہ کو پھلا کر ہر بار
ستیاناس ترا جائیو ارے ری باندی

ہو فلانی میں تری کوئی مگر جن بیٹھا ؛
تجھ کو اُس بات سے ہوتی نہیں سیری باندی
پھوٹ جاوے کہیں یہ تیرا ہوائی دیدہ
آ فتلے کو مرے ہاتھ سے لے ری باندی

آنکھ رنگیں پہ تری پڑتی ہو - ہو مجھ کو یقیں
میری باندی نہیں تو اُس کی ہو چیری باندی

ہاتھ سے میری دوگانا کے مری جان بچے ؛
ہائے یہ کیوں نہ زناخی نے کیے تو نے جال
آج کیوں تو نے دوگانا یہ صبورا باندھا
باندہ چھوچھو کو ذرا لا ہوبی آ جان

گزری ہیں سونے سے میرا یہ کہیں کان بچے
جیوں کہ تیوں یہ ہیں نکلے ہیں سبھی پان بچے
ٹھیس لگی ہو بنا کیوں کہ بچہ دان بچے
چار پائی سے تری کل جو وہ تختے بان بچے

دل تو نندی کا لیا دیکھتے ہی رنگیں نے
اب یہی غم ہو کسی طرح سے ایمان بچے ؛

غمزے کرتی ہو دوگانا لے جیا کس واسطے
نھوکنا ہی تو نہیں ہو مردوا اس کو کوئی
بن زناخی کے جیا اچھی نہیں ہوتے کہیں

اک ادا پن میں داہوں ہوا کس واسطے
اتنا اترائی ہو جوبن پر دوا کس واسطے
چیرے والی نے غیبت نسخہ لکھا کس واسطے

اے دوگانا گر زناخی سے نہیں لگا ترا
دوست کی تجھ پہ نہیں ہے تیرے فرمایش اگر
آشنا تیرا نہیں کوئی مغل تو اے دوا
کوئی اتنا جاکے پوچھو اس نگوڑی چاہ سے

تو نے اک اپنا لہو پانی کیا کس واسطے
تو یہ تو نے گھروا اچھا سیا کس واسطے
منہ سے نکلے ہے ترے ہر دم ہیا کس واسطے
چاہ کر اس کو لہو میرا پیا کس واسطے

ریختی کہنی اچی رنگیں کا یہ ایجاد ہے؛
منہ چڑھاتا ہے ہوا انشا جیا کس واسطے

کیوں مری خاطر تو گویاں آہ اور زاری کرے
یاد کر کر مجھکو تو کیوں اپنا جی بھاری کرے
اے دوگانا بھول کر چاہت یہ تیری دوبار
اپنی خاطر کون پیدا ایک بیماری کرے
کیا کروں ایسی ہی ہیں کمبخت جو مانوں نہیں
تو زناخی مجھ سے گر ملنے کی تیاری کرے
اُدھلی جاتی ہے نگوڑی مردوں کو دیکھ کر
کب تلک کوکا کی تو آپ خبرداری کرے

لادے رنگیں کو جیا گر تو تو میں جیتی بچوں؛
تو مری دائی اگر اتنی مددگاری کرے۔

مختلف فرد اشعار

بچو دودا ال گیا بڑا دونا | جب وہ آوے تو دوں کھڑا دونا

یاد کھانے ہیں جو رنگیں مجھے کل تو آیا | تو بچی مرہی کے ایسا مجھے اچھو آیا

نکلا عید کا چاند جو گھر سے لشکر والا نکلا آج | کیوں پھروں میں الی گلی اوپر والا نکلا آج

مجھ کو روتا دیکھ کر بولی دودا زاری نہ کر | تیرے صدقے ہو کے میں مر جاؤں جی کھاتی کر

میری چھوچھو کو ہو علی کی سنوار | قہر ہو دہ اسے نبی کی مار

پوچھ مت مجھ سے دو دگانا ہی تجھی کو تھا برس
دور تیری جان سے تجھ کو لگا میٹھا برس

مجھ کو بھاتا ہی ترا چھبیلا پن | واہ کیا خوب! یہ البیلا پن

یا رب دل رشتۂ الفت سے سدا سینتی ہوں۔

ہجر میں وصل کی امید پہ میں جیتی ہوں

دے مجھ کو جو رخصت تو ابھی ہو کے پھر آؤں
جا گھر کو یہ کہہ منہ سے میں صدقے ترے جاؤں

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو میں
شکر صد شکر کہ وصل اس سے ہوئی رات کو میں

آج باجی کی وہ دا تو نے جو پائی پر چاپ
تو مجھے نائس کے وہ تو نے دکھائی پر چاپ

دمبدم گوئیاں کی ہیں مجھ کو وہ یاد آتیاں
اودی اودی بھٹنیاں اور گوری گوری چھاتیاں

کیا برا ای شہر شمار جو دوگانا میری جان
میں تو ماکوں اور زناخی یوں کھلاؤ تجھکو پان

آ دوگانا چھاتیوں سے چھاتیاں ہل مل گھسیں
چل بدن کو ہم بدن پر رگڑیں اور صندل گھسیں

پاؤں میں ڈالوں گی میں اس ...... کے بڑیاں
کھیلتی پھرتی ہی لڑکوں میں یہ کوکا گیڑیاں

کیوں خفا ہوتی ہو تو منہ جو تِرا پاتی ہوں میں
تو محل سے میں دوگانا تِرے پاس آتی ہوں میں

ہر مہینے میں کڑھاتے تھے مجھے پھول کے دن
باری اب کے تو مِرے ٹل گئے معمول کے دن

زعفرانی جو دوپٹے پہ روپہری گوٹ ہو — دیکھ کر اُس کو حیا بندی نہ کیونکر لوٹ ہو
شادی کریں گڑیوں کی ہم آؤ نکالو — تم آج زناخی یہ مِرا چاؤ نکالو

آج فرصت نہیں کل رات کی ٹھہرا کے اُٹھو
بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اُٹھو

قسم ہو میاں شاہ دریا کی مجھ کو — دوگانا بہت چاہتی ہوں میں تجھ کو
اب کے یہ عہد ہو کہ جو یارہ وفا ساتھ ہو — تو بیری اور تیری دوگانا وہ بات ہو
میں روبرو بیٹھی ہوں مِری جان اِدھر دیکھ — صدقے تِری ہر آن کے ہر آن اِدھر دیکھ

دائی کو غم کب ہے یہ کہتی ہے کیا بی بی مری | کب سے میں کہتی ہوں وہ لائی نہیں جیبی مری

طبیعت جبکہ بندی کی دوگانا جان پر رہٹی ؎
تب اُس کمبخت نے اُس بات کی اک باندھ دی رہٹی

تو اپنی چاہ میں ڈوبا ہوا جو مجھ کو پانی ہے | تو اس خاطر زناخی مجھ پہ تو طورا جتاتی ہے

ایسے ظالم کو دل دیا ہم نے | آہ اللہ کیا کیا ہم نے

صبح کو اٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے | یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

دل ہو خوں اور حنا کو بھاگ لگے | اس تری منصفی کو آگ لگے

جب دوگانا باغ میں چلتی ہے میری نازسے | سرو کو کہتی ہوں میں ہٹ جا بلند آواز سے

ہوئے باعث مرے مرجانے کے | صدقے اس آپ کے گھر جانے کے

دوڑ کر باجی کے سینے کو نہ مغلانی سی | پہلے تو میری یہ اطلس کی تلے دانی سی

ہوگیا چاک جگر کا مجھے جینا بھاری | دشمنوں پر ہو مرے ایکے مہینا بھاری

مردوں کو جو کہا ہیں نے کہ مت جھانک موئی
تو وہیں زہر کی پوڑیا کو دوا پھانک موئی

تو نے منت کی نبھائی جو یہ بڑی نیلی | تو دوا جان مری ہوگئی ایڑی نیلی

بوعلی کی مجھے باجی نہ نہاؤ بیڑی | بارھواں ہے یہ برس ایکے بڑھاؤ بیڑی

بھول کر بھی جو کسی اور کے گھر بھول پڑے
تو الٰہی کرے گوئیاں مرے گھر بھول پڑے

رباعیات

۱

کیوں آپ کو تیرے پیچھے ہلکان کروں
کیوں روٹھنے کا تیرے میں ارمان کروں
میں چاہ کے تجھ کو مفت بدنام ہوئی
رنگین چل دور تجھ کو قربان کروں

۲

شب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
جب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
دل تجھ کو بہت چاہتا ہے اے رنگین
اب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا

احق تری بات میں نہیں ہی پھدرک
برحق تری بات میں نہیں ہی پھدرک
رنگین تری زباں کے نیچے ہو زباں
مطلق تری بات میں نہیں ہی پھدرک

میں جب کہ ہوئی ہوں تیرے ہاتھوں بسمل سنتا نہیں تو میں حال اپنا تجھ سے	۴	جو گزرے ہی مجھ پہ جانتا ہی یہ دل ٭ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ٭
بس سن چکی۔ لو جی۔ بس جی چپکے ہی رہو جی مجھ سے جیسے ہو تم مجھے ہی معلوم	۵	اب کچھ نہ کہو جی بس جی چپکے ہی رہو جی بس چپکے رہو جی بس چپکے ہی رہو جی
جاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی تقصیر معاف کیجیے بس روٹھ چکے	۶	ہاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی ہاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی
کہو کا تجھ کو یہ کس کی ہی چاہ موئی ٭ رنگین ہی کون جس کا لے لیکر نام	۷	سچ کہہ تو کہ ہو گیا ہے تجھے راہ موئی کہتی ہر دم یہی ہو تو آہ موئی
	۸	

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلّا
پاؤں جو وہ چھلا تو دوا بیٹھک دوں

دکھاؤں گی کیا منہ آسے ٹھو کر چھلّا
منت کا اٹھاتی ہوں یہ دھو کر چھلّا

رنگیں مجھ کو صدر جہاں کی سوگند
ہیں تجھ کو نہ جی سے چاہتی ہوں تو مجھے

اور پیارے مجھے ننھے میاں کی سوگند
سب پریوں کی اور زین خاں کی سوگند

اب مانوں گی میں تیرا کہا رنگیں جان
مت ہاتھ جھٹک سر اترے پاؤں پڑوں

نیے پٹنے لگے مجھ کو لگا رنگیں جان
مجھ سے تو روٹھ کر نہ جا رنگیں جان

قطعات

کہی پڑوے کی بات رنگیں نے
بات رہتی نہیں ترے جی میں

بولی چلوں سے وہ دکھا چھلا کا
تو بھی کتنا ہے پیٹ کا ہلکا

۲

ضعف نے رنگیں کیا میرا حال
پھانس کی مانند دم کھٹکے ہے آہ

دل میں آکر عشق کا جو گھر ہوا
سانس بھی لینا مجھے دوبھر ہوا

۳

میں نے چاہا جو تجھ کو اے رنگین
تہمتیں جوڑتی ہے کیا کیا خلق

مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا
جی لگانا بلا ہے جان آزار

رنگین دیکھ تو عشق میں اپنے میں نے اب پہچانا تجھ کو ؛	۴	تو نے مجھ کو کتنا پیسا ؛ تو ہو ایک ارے چھتیسا ؛
مجھ کو ہنستے کل جو دیکھا اور سے پھر یہ فرمایا مجھے رنگیں ترا	۵	تیش کھا پہلے تو اس نے سرد صفا زہر لگتا ہی یہ ہرجائی پنا
بدل کے بھیس کو گوئیاں کے گھر میں تو اپنی باجی سے بولی وہ رنگیں	۶	گئی ہنگام میں ہولی کے میں جب کہ اے بی دیکھیو گوئیاں کے کرتب
کیا تجھ سے کہوں کہ میں نے ناحق رنگین تجھ سے جو دل لگایا ؛	۷	کھینچی سب تجھے چاہ کر ندامت تھی اپنے یہ دشمنوں کی چاہت
میں دوگانا کے پاس شب جو گئی بولی پہچان کر وہ اے رنگین	۸	کر کے جوگی کا روپ مل کے بھبوت ہیں نظر میں مری ترے کرتوت
شب کو لپٹی جو میں زناخی سے چین برابرو ہو یوں کہا رنگین	۹	منہ پہ آنچل کی اس سے کر کے اوٹ ہی چمٹتا ترا مرے سر چوٹ
	۱۰	

دیکھ رنگین مجھے مری گوئیاں اپنی ہم جولیوں سے کہنے لگی		پاگئی میرے عشق کا جب اوج میری گوئیاں سے آنکھ لگتی نوج
دور ہو یاں سے تو نہ چھیڑ مجھے کھوجڑا جائیو ترا رنگین	۱۱	کیا نکالی ہو تو نے میری کھج اری میں تجھ سے دل لگاتی نج
میری اس سال و مہ کے آنے کو رکھ نہ دھیان اور بات کا رنگین	۱۲	اپنے نزدیک جان لے تو فوتج تجھ سے ملتی نہیں ہو میری روج
چھیڑ کر اس نے پوچھا آؤ گے کب نہ لگا مجھ کو ہاتھ اے رنگین	۱۳	کہا میں نے بتا کے یوں تاریخ کہیں میری نکل نہ جاوے چیخ
جب اس نے کہا کہ مجھ کو تم سے اک بار وہ کھل کھلا کے رنگین	۱۴	ملنے کا ہو اشتیاق بے حد بولی کہ چہ خوش ستش چرا نباشد
رات دن میں یہی کہتی ہوں کہ یاں پانی پی پی کے یہ کوسوں گی اسے	۱۵	جس نے رنگیں کا کیا آنا بند ہووے یارب وہ زمیں کا پیوند
	۱۶	

روبرو جا کے تو رنگیں کے دداپس جھکیے
پوچھے وہ حال جو میرا تو یہ بڑھ کر کہنا
جوڑ کر ہاتھ کھڑی ہوجیو اوسان کے کھو
ہی بہت جان سے بیچین تری جان سے دور

١٧
پاکے تنہا جو کل دوگانا کو
چونکتے ہی وہ بولی سسکی بھر
میں نے چھاتی لی جھپٹ کے بزور
اوہی میں مرگئی موئے درگور

١٨
زبس ہی ریختی ایجاد رنگیں
ہوا انشا بھی اب کہنے لگا ہی:
اسی خاطر کہا کرتا تھا اکثر
چہ خوش اس چیونٹی کے بھی نکلے پر

١٩
جب کہا میں نے کہ میرے گھر چلیے
گال پر انگلی کو رکھ کر یوں کہا
تب مری گوئیاں نے اے رنگیں پکار
میں ترے گھر جاؤں گی اے دور پار

٢٠
سنا ہی یہ میں نے زناخی مری
کہا ساتھ ہچکی کے کر مجھ کو یاد
کہیں کرتی پھرتی ہی گلشن کی سیر
کہاں ہو گئے اے جانی یاد بخیر

٢١
میرا انداز کسی نے جو دوگانہ سے کہا
یوں لگی کہنے کہ خواہش نہیں اس کی مجھکو
تو مجھے کون سے رنگیں وہ پسند آیا ہی [illegible]
بس جو میرا ہو تو میں اس کو کروں [illegible]

٢٢

یاد ہیں اُس کی بھر کے ٹھنڈی سانس دیکھیے کب خدا ملاوے گا		بہی کرتی ہوں کرکے میں افسوس اب کی رنگیں گئے ہیں کالے کوس
رنگیں مجھے قول دے کے گوئیاں جو تجھ سے دغا کرے تو پھر بس	۲۳	کہنے لگی جی میں لا نہ وسواس ہو اُس بندی کا ستیاناس
کل جو میں نے کہا زناخی سے تو لگی کہنے بول وہ اے رنگیں	۲۴	جی میں آتا ہے تجھ سے کیجیے عیش بس لیں اب مجھ کو مت دلاؤ طیش
قسم اس سر کی ہوں میں سیدھی سادی جو تم سمجھو کے ہو چھل بل کے تو رنگیں	۲۵	نہیں آتا مجھے چھل بل سے اخلاص کرو جا کر کسی چھتّل سے اخلاص
واں سے عشق کے نہ تھی واقف چین رہتا تھا جب کہیں رنگیں	۲۶	کام سے عشق کے نہ تھی واقف تام سے عشق کے نہ تھی واقف
کہوں میں کس سے جو تخلص رنگیں ولیکن سوچ رہتا ہے یہ مجھ کو	۲۷	لگا ہے میرا اُس چھل بلے[سلہ] سے عشق تھا کب ایسی چوچل ہائے سے عشق
	۲۸	سلہ بدمزاج سلہ نخرے باز

تو نے ڈھکا کے جو نہیں مجھے کل
میں نے اس سر کی قسم ہو ابھتا

لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
کیا رو رو کے لہو پانی ایک

۲۹

وہ حکمت میں جو مجھ سے چل نکلا
کہا اُس سے کہ اب اے رنگین

تو وہیں میں نے رک کے کھا کر بل
تجھ سے بولے تو ہو عجب شغل

۳۰

دل کسی سے نہیں رجھتا رنگیں
التجا کس کی کروں اپنی ہی

ہو رہے ہر اپنی سے ناچار رہوں میں
تاک چوٹی میں گرفتار رہوں میں

۳۱

جب سے دیکھا ہی مجھکو رنگیں نے
مجھکو کیا احتیاج زیور کی

جان میں تب سے اُس کی جان نہیں
وضع سادی ہی میری۔ بان نہیں

۳۲

کیا بری طرح سے ملتا ہو نوای رنگین جان
رحم آتا نہیں کچھ تجھ کو بدن چھلتا ہی

ہر ملاقات میں کہہ تجھسے کہاں تک میں لڑوں
سخت صدمات ہاتھ لگا مجھ کو ترے پاؤں پڑوں

۳۳

ہر کسی کی بات پر تو پھوٹ کر رو یا نہ کر
میں یہ سمجھاتی تھی رنگیں رات اُس نادان کو
یوں کہا گھگیا کے اُس نے کیا کروں ناچار ہوں
بس نہیں چلتا تو روتی ہوں بیسے کی جان کو

اباب نے کل آکے مجھ سے جب کہا اُس کے کھڑے کو اجی تب میں نے دیکھا	۳۴	تم کو رنگیں نے بلایا ہے چلو یوں کہا بس بس نہ بک چل دور ہو
کہیو اُنا یہ میاں رنگیں سے پر نقیں جا بتو اسے پیارے	۳۵	گرچہ ہم تم میں ہے بہت ان بن جی سے بھاتا ہے تیرا چھبیلا پن
کہا رنگین نے دھواں تیری پہلے کچھ بڑبڑا کے ہونٹوں میں	۳۶	گورے پاؤں میں نیلی بیڑی دیکھ کہا میں نے کہ اپنی ایڑی ہی دیکھ
شعر میں نے سنے ہیں رنگیں کے جو چلے اُس کے قتل کرتے ہیں	۳۷	نوج اُس سے کسی کی لاگ لگے اُس کی اس گنگو کو آگ لگے
جب جو روٹھی تو لیں میاں رنگیں گدگدی کرکے یوں لگے کہنے	۳۸	جی میں کچھ سوچ اپنے ہو کے کھڑے ہم کو ہی ہو کرے جو ہنس نہ پڑے
جب چلی گھر کو روٹھ میں رنگیں لگ کے چھاتی سے پھر لگے کہنے	۳۹	ہو کے وہ بیقرار دوڑے آئے ہم کو ہو ہی کرے جو آکے جانے
	۴۰	

میاں رنگیں کو دیکھ اپنی گلی میں
لڑاتا ہی ہوا جس تس سے آنکھیں

کہا میں نے یہاں تو کیوں کھڑا ہی
تجھے بے طرح یہ لپکا پڑا ہی

٤١

آ کے جب بیدریغ رنگیں نے
ہاتھ ماتھے پہ مار میں نے کہا

لی مری موٹی ران میں چٹکی
پڑے اس اختلاط پہ چٹکی

٤٢

ہی غم مجھے رات دن یہ رنگیں
میں نے جو تجھ سے دل لگایا ہی

تجھ سے مری آنکھ کیوں لڑی تھی
کم بخت وہ کونسی گھڑی تھی

٤٣

میں نے کوسا جو غیر کو رنگین
دین و دنیا میں ہووے اُس کا بُرا

بولی گوئیاں کہ ہم رہیں جیتے
جو کسی کا کوئی بُرا چیتے

٤٤

شب کو آئے جو میرے گھر رنگیں
خیر سے جاؤں یاں سے اپنے گھر

منہ تھتھا کر میں بولی اس ڈھب سے
دشمنوں کو بخار ہی شب سے

خمسے

خمسۂ اوّل

عشق کا تیر لگا ہے مجھے کاری اَنّا
زندگی لگتی ہے اس بن مجھے بھاری انا
رحم کھا کر مرے احوال پہ جاری اَنّا
رات باتوں میں یہاں تو نے گزاری انا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اُسے لا ری انا

میں نے سو بار کہا ہے یہ تجھے سمجھا کر
کہ بکا کر نہ فلانی کی طرح چلا کر
او شغلہ روز نیا لاتی ہے اک تو جا کر
آج لشکر وہ سے ہارا یہ کہا کیوں آ کر
تو نے کی سی یہ کیا چھاتی میں ماری انا

قہر گہرا ہے یہ دریائے محبت باللہ
کہ نہ تھل بیڑا ہے ملتا ہے نہ کچھ اس کی تھاہ
اس کے ہاتھوں سے تو اب حال ہے بد بیکا تباہ
آٹھ آٹھ آنسو رولاتی ہے مجھے اس کی چاہ

روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

اُس سے اک بار تو لونڈی ملے گی شرطی
ہاتھ اب جان سے دھو بندی ملیگی شرطی
ننگ و ناموس کو کھو بندی ملے گی شرطی
ہونی جو ہوئے سو ہو بندی ملیگی شرطی

وصل کی اُس سے زباں اب تو میں ہاری انّا

اُس کو یاں لا تو یہی سوچ میں بیٹھی ہے کیوں
ٹھہرا جو عہد سو اُس عہد پہ میں قائم ہوں
اُس کے آتے ہی قسم ہے مجھے گر دم بھی لوں
میں نے ٹھانا ہے کہ وہ آوے تو میں ٹھکا دوں

لا کسی طرح اُسے اے مری پیاری انّا

اُس کے لانے کا مجھے روز تو دیتی ہے دم
کھائے جاتا ہے مجھے اس کی جدائی کا غم
حق میں اس بندی کے اب اتنا تغافل ہے ستم
وہ ملے اب جو مجھے تو علی جی کی قسم

دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری انّا

بھیجتی جس کو ہوں واں اس سے مجھے ہوتی ہے یاس
مان لے میرا کہا کچھو مت اُس کو اُداس
جانا بہتر ہی وہاں کا مجھے آتا ہے راس
اُٹھتے ہی صبح کو اُڑ جائیو رنگیں کے پاس

کہیو سب حال مرا ہیں ترے واری انا

خمسہ دوم

سمجھ کر مجھے جی میں بھولی کہارو
رہی چپکی میں کچھ نہ بولی کہارو
زباں آج باجی نے کھولی کہارو
جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو
چڑھا لے چلو میری ڈولی کہارو

نہ نکلے کبھی جاؤ سارے تمہارے
غرض گھاؤ پہ گھاؤ تم کھاؤ سارے
خدا ہی سے اپنا کیا پاؤ سارے
بچھڑ جاؤ نگری سے مر جاؤ سارے
لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

ہوئی میرے جوڑے کی یہ نیاب بختی
اُٹھائی نہ جاوے گی یہ مجھ سے سختی
کہ ٹکڑے ہوئے حرم اور سلہری تختی
چلو ہولے ہولے دھمک سے بختی
گئی سب مسک میری چولی کہارو

فقط ہوگی میری اکہری سواری
کرو لاکھ منت کرو لاکھ زاری
یہ کیوں ڈولی رستے میں تم نے اتاری
علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری

مجھے سمجھو تم نہ بھولی کہارو

اٹھا کر مری ڈولی کاندھے پہ دھر لو
ابھی جتنا چاہو تم اتنا ہی زر لو
گلی کی مری حد سے آگے گزر لو
ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو

کہو یاں سے کیا پیسو ڈولی کہارو

خمسۂ سوم

بھاتی ہے جی سے بندی کو آنچل کی اوڑھنی
منگواؤ دو کوئی مجھ کو مسلسل کی اوڑھنی
اوڑھوں گی سادی میں تو نہ ململ کی اوڑھنی
میں تو وہ اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی

لالن چمن ۵
باجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی

پنکھا ہلا اٹھا کے مقالی کا چھوڑ دو حیا
کمبخت بکتے بکتے مری تھک گئی زبان

ہے ہی جلی جلی مری اس بات کو تو مان
گرمی کے مارے ناک میں آئی ہی میری جان

ذرا اوڑھا دے لاکے کوئی ہلکی اوڑھنی

رغبت کثیف شے سے نہیں ہے مجھے ذری
ایمان کی ہیں اپنے کہوں سچ ہے یہ اجی
چلتا ہے اچھی چیز پہ البتہ میرا جی
بجگی سی مجھ کو بھاتی ہے کچھ جی سے گا جلی

بندی کو زہر لگتی ہے ململ کی اوڑھنی

دالان سے چلی تھی چھپر کھٹ میں سونے کو
جی سن سنایا جاتا ہے تلووں میں ہاتھ دو
انگڑائی آئی اٹھتے ہی اک مجھ کو صاحبو
پہونچی لچک کمر کو ارے لوگو دوڑیو

کھلتے تلک جو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

بدبخت تیرا ہوئے الٰہی کرے برا
ہے ہے تو کتنی ڈھیٹ ہے سنتی نہیں ذرا
خطرہ مرا ہے تجھ کو نہ کچھ خوف باجی کا
اس بوغبند میں یہ مل جائے گی ردا

تہ کرکے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

نادان مجھ سی کوی نہیں ہی دیار میں — بھولی ہوں اس قدر میں کہ گرجی کے تار میں
پوچھوں ہوں لاکھ بار یہ باجی سے پیار میں — برسات جس کو کہتے ہیں جی جس بہار میں

سر پہ ہوا کے ہوتی ہی بادل کی اوڑھنی

چلکا ہی سر پہ آتا ہی جی میں نہاؤں میں — پوشاک اپنے واسطے بھاری سلاؤں میں
اک بات میری مان تری وار جاؤں میں — بھاری بسنت منگا دے کہ یہ ٹکیں لگاؤں میں

سر پہ مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی؛

قصیدۂ نوری شہزادے کی شان میں اور میاں شاہ دریا صاحب کی تعریف میں

فلک کے ہاتھ سے آیا ہے ناک میں ہر دم ۔ کہ کھا کے سو رہوں کچھ جی میں ہے علی کی قسم

یہ بیر باندھا ہے اب مجھ سے اس کمینے نے ۔ کہ ہو سکے ہے بیاں وہ نہ ہو سکے ہے رقم

میں اپنی جان سے پر اب تو تنگ آگئی ہوں ۔ اذیتیں مجھے لاکھوں دیں اس نے بلکہ بہم

یہ بات اٹھاتا نہیں مجھ سے میں نے قدر بھی کی ۔ ہے ایسا ڈھیٹ کہ ہوتا ہے خوش یہ کر کے ستم

زباں تو ایک ہے کس کس کا میں کروں شکوہ ۔ ادھر تو ساس کا دکھ اور ادھر ہے نند کا غم

وہ کبھی مجھے چھنال ہی دکھاتی ہے ۔ کبھی جٹھانی مجھے کہتی ہے کیوں ہے آنکھ میں نم

اوڑاتی ہے کہیں مغلانی مغز کے کپڑے ۔ اصیلیں شور کہیں کر رہی ہیں مل کے بہم

ہر ایک جوڑتی ہے مجھ پہ تہمتیں لاکھوں ۔ کہے ہے مجھ کو ہر ایک ہے اسے کسی کا غم

غضب یہ ہے کہ مری ٹھکر کنوتی ہیں ۔ بہم یہ مل کے کیا کرتیاں ہیں مجھ پہ ستم

غرض کہ گھر میں مرے پیچ رہا ہے وہ کہرام ۔ کہ جس کے لکھنے سے ہوتی ہے شق زبانِ قلم

نکالوں تیرے سوا کس کے آگے جی کا بخار ۔ مرا ہے چھٹ ترے ہمراز نہ کوئی محرم

سنواروں آج میں چھٹک منگا کے بکرا لال ۔ بساؤں عطر میں پوشاک سرخ کو ہمدم

بچھاؤں سوزنی اک اجلی اور انوکھی لا ۔ اور اُس پہ رکھوں میں اک تکیہ کو کر کے علم

منگاؤں پھولوں کا گہنا الاچیاں اور لونگ
بلاؤں سر پہ ترے آج شاہ دریا کو
بھڑاس جی کی نکالوں میں کہہ کے سب کھڑا
تسلی ہوتی نہیں میری بے غائب سے
لکھوں میں وصف میں اُن کی وہ مطلعِ ثانی
یقیں ہے بندی کو جس گھر میں جائے تیرا قدم
تری وہ ذات ہے داری کہ تجھ کو جو دھائے
زناخی جس کی خفا ہو وہ اس سے مل جائے
جن اور بھوت ترا نام سُن کے بھاگیں
اُٹھائیں تخت ہوا اور کو ترے پریاں
تو منہ کی پیاپ کا دی لکھ کے ایک جو تعویذ
گلے میں نکلے جو گلٹی کسی کے آپ سے دور
تو بھر کے حقہ میں لوگوں کو ہوے جس دکھ پر
اوگال پان کا کھاجائے تیرا جو بی بی
وہ کیوں نہ کوکھ سے اور مانگ سے رہے ٹھنڈی
ملے نہ بحر جہاں میں پھر اُس کا تھل بڑا
پھرا دے نیچے تو اٹھ کے جبکہ بیٹھک میں
تو ساتوں پریوں کا ہیگا وہ لاڈلا بھائی
بڑے جو بھائی ہیں تیرے میاں سکندر شاہ

منگاؤں گڑگڑی کوری بھی اور ایک حلم
کہ دور ہو وے مرے دل کا سب رنج و الم
جواب پاؤں میں اُن سے سُنا کے دل کا غم
پڑھوں حضور میں کچھ شعر اُن کے کرکے رقم
کہ جس پہ نورجہاں آفریں کرے ہر دم
لگے بہشت نہ اس گھر کو اور نہ باغ ارم
جو بانجھ ہوئے تو لڑکے وہ دو جنے توام
دوگانا جس کی ہو آزردہ بھول جائے وہ غم
شعاع مہر سے اڑجائے جس طرح شبنم
چلے جلو میں ترے جن و حور ہو خرم
تو پاؤں چھوڑا ہو جس کا وہیں پہ جاوے تھم
تو ہوے راکھ سے تیری چلم کی وہ برہم
تو ہوئے دور وہ کیسا ہی درد ہو محکم
تو ہوے درد کمر اس کو اور نہ درد شکم
رہے مثالِ کمان جو کہ تیرے آگے خم
جو رہی تری بیٹھک سے ہو رہی بیغم
تو عشق کرے ترے ہاتوں پہ زال کا رستم
کہ تیری لیتے ہیں جھٹ پٹ بلائیں وہ پیہم
تو اُن کی آنکھ کی عینک ہے تو خدا کی قسم

جہاں میں جتنے ہیں ہر اک کا اک وسیلہ ہے
ہر اک وضع پر اپنی ہر اک سے ہے خرم

کسی کو جی سے ہے اخلاص شیخ سدو سے
کہے ہے آپ کو ننھے میاں کی کوئی حرم

کوئی گواتی ہے سیاں بلا کی چھاپ بار
وہ چہل تن ہی کا بھرتی ہے پیالے اور دم

کہیں طبق کوئی پریوں ہی کے اٹھاتی ہے
کہے ہے شاہ برہنہ سے کوئی دل کا غم

صدر جہاں سے لگایا کسی نے ہے لگا
کوئی کہے ہے کہ ہے زین جاں کا مجھ پہ کرم

مجھے تو کام نہیں ہے کسی سے صدقے گئی
کہوں زیادہ کسے میں بتاؤں کس کو علم

غرض نہ ننھے میاں سے نہ زین جاں سے کام
نہ شیخ سدو کا بھاتا ہے کچھ مجھے عالم

مجھے جو ہے تو ہے تیری ہی ذات سے مطلب
نصیب ہووے بابا ترا مجھے جم جم

میں تیرے صدقے گئی میرے نوری شہزادے
طفیل شاہ سکندر کے کر کچھ ایسا کرم

کہ ہووے میری طرف سے یہ سب کی لاتو بند
کرے نہ جور کوئی دوست مجھ پہ فی الدم

تری جناب میں لونڈی کی اب یہی ہے عرض
کہ جتنے جی تیری الفت نہ ہووے جی سے کم

جو مدعی ہیں مرے سو وہ ہوویں ملیا میٹ
ہمیشہ گھر میں رہے اُن کے اک نیا ماتم

مری طرف سے کپٹ جس کو ہے الٰہی کرے
جو شہد وہ پیئے تو ہو وہ اس کے حق میں سم

جو باتیں میری لگاوے بجھاوے باجی سے
نہ رہنے پائے وہ ہستی میں لے وہ راہِ عدم

اور اپنا دوست جو رنگیں ہے تیرے صدقے سے
جوانی اپنی سے پاتا رہے وہ پھل ہر دم

مثنوی در بیان سیر باغ اور اظہار احوال دو عورتوں کا روبرو باجی کے

باغ میں کل گئی تھی میں باجی ؛
نظر آیا وہاں تماشا جی ؛

یعنی اک سمت کو وہاں کمبخت
ایک دو رنڈیاں ہیں زیر درخت

ایک کے اوپر ایک ملتی ہے ؛
ایک یوں دوسری سے ملتی ہے

کبھی یہ منہ کو اُس کے چومتی تھی
گاہ وہ چھاتی اُس کی توستی تھی ؛

کبھی یہ اُس کے گدگدی کرتی ؛
گاہ وہ گال گال پر دھرتی ؛

گلبلائیں یہ اُس کی لیتی تھی ؛
گاہ بوسہ وہ اُس کو دیتی تھی

دوڑ .... ارتی وہ
اوہی میں مرگئی پکارتی وہ ؛

نخرے کیا کیا کریں تھیں نخرے میں
نخرے آئے تھے اُن کے نخرے میں

یہ جو ملتے ہیں اُس سے شرماتی
وہ اُسے چھیڑ چھیڑ گرماتی ؛

ہو کے جب گرم اُچکنے لگتی وہ
اس کے ملنے سے رکنے لگتی وہ

لب سے لب کو ذرا رگڑ جاتی
پیاسی مرتی ہوں دے ذرا پانی

تو لپٹ کر کے بھینچ لے مجھ کو
جو میں سرکوں تو کھینچ لے مجھ کو

تو تو ہی مجھ سے ہوئی ٹھنڈی
کیا ہوا کیوں تو ہوگئی ٹھنڈی

جو دوگانا تجھا شے چل میری ⁂ تو تو لونڈی ہیں ہو رہوں تیری

ورنہ تو ہوتے ہیں ہولا اوپر ⁂ میرے ملنے کو کر تو مد نظر

سن کے یہ بات جی میں خوش ہو کر ⁂ وہ ہوئی تنہے یہ ہوئی اوپر

جبکہ وہ دونوں آئیاں رس میں ⁂ تب تو کہنے لگیں وہ آپس میں

پاس جس کے ابھی صبو رہا ہے ⁂ بس اُسی کا تو کھیل ہو رہا ہے

مچ مچا کر مزے میں خوب سمٹ ⁂ وہ لگی کہنے یوں گلے سے لپٹ

آہ مرتی ہوں اے دوگانا جان ⁂ اوہی ستا ذرا خدا کو مان

پانی آنے لگا ہے رہ تو سہی ⁂ تو بھی کچھ اپنے دل کی کہہ تو سہی

کہا اُس نے جو حال تیرا ہے ⁂ وہی احوال آہ میرا ہے

اُن کی باتوں کو میں جو سنتی تھی ⁂ لب کو ہرگز نہ کھول سکتی تھی

ق

شرم سے کچھ نہ بول سکتی تھی ⁂ سن کے بس جی ہی جی میں بکتی تھی

تھا جو گوکا کا ایک شخص سے ربط ⁂ بات یہ رہ سکی نہ مجھ سے ضبط

میں نے اُس سے کہا ادھر آنا ⁂ ہے تماشے کی بات سن جانا

جب نہ تھا وہ میرے پاس آیا ⁂ میں نے اُن کو دکھا کے اُس سے کہا

جی کی جی میں رہے یہ ہوں تم کہیں ⁂ یہ مناسب نہیں ہے اے رنگین

اُن کی تجھ بن بجھے گی کب آتش ⁂ ان میں دیکھے ہے روز و شب آتش

سن کے یہ وہ غرض گیا اُن پاس ⁂ سنکتے ہی سے گئے بس اُن کے حواس

مدعا یہ کہ اُس سے شرما کر ⁂ دونوں اُٹھ بیٹھیاں وہ گھبرا کر

ڈھانپ کر گرتوں سے اپنے پیٹ ⁂ اور وہ پٹوں سے تن بدن کو لپیٹ

لگیں کہنے کہ پاس آؤ نہیں
ہاتھ ہرگز ہمیں لگاؤ نہیں

آ کے غصہ میں اُس نے اُن سے کہا
پیش جاوے گا اب بہانا کیا

تم ہو..... میں ہو یہ تو جانتا ہوں
کب یہ کہنا تمھارا مانتا ہوں

جو کیا تم نے میں نے سب دیکھا
شور اور غل سے اب ہے فائدہ کیا

سُن کے یہ ایک اُن میں سے بولی
تو نے بیڈھب زبان ہے کھولی

تو جو لیتا ہے ہم پہ یہ طوفان
کیا خدا کو نہیں ہے دینی جان

یہ تو سچ اُس کو چاہتی ہوں میں
چاہ بس اب نباہتی ہوں میں

اس کو ہرگز نہیں خیال مرا
عشق نے یہ کیا ہے حال مرا

گر مجھے ایک دم قرار نہیں
دل پہ اپنے کچھ اختیار نہیں

پر بری بات سے نہیں کچھ کام
خلق جس سے ہمیں کرے بدنام

کہہ کے یہ بات تیوری کو چڑھا
اُس نے یہ قطعہ مرے آگے پڑھا

ق

میں نے چاہا جو اس کو اے رنگین
مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا

تمہیں جو لڑتی ہے کیا کیا خلق
دل لگانا بلائے جان ہوا

دوسری نے کہا سنو صاحب
اب مرا ماجرا سنو صاحب

چاہتی میں بھی ہوں اسے باللہ
پر نہیں اُس کے دل میں میری چاہ

مانیو تم نہ ذرہ اُس کی بات
شب کو یہ دن کہے ہے دن کو رات

سارے جھوٹوں میں نام ہے اس کا
بولنا جھوٹ کام ہے اس کا

اور ایک مرد سے یہ لڑتی ہے
مجھ کو بدنام مفت کرتی ہے

کہہ کے بس اتنی بات وہ مکار
قطعہ پڑھنے لگی یہ رو رو زار

قطعہ

سخت بے بہرہ ہوئے اسے بیگمیں
بس اسے چاہوں چاہے غیر کو یہ
کر چکیں جب وہ دونوں اپنا حال
مجھ کو باتوں میں یہ اڑاتی ہیں ؛
یعنی یہ بات مجھ کو ہووے یقیں
ہاں مگر خالی چاہ ہے ان میں
الغرض روئیں خوب چلا کر
مجھ سے پردہ رہا نہیں اب کچھ
حاصل اس مکر سے بھلا کیا ہے
سن کے آخر وہ ہو گئیں قائل
بس کہ تھیں وہ بھی خستہ بال و داش
کر کے باتوں میں راضی ان کو لٹا
نصف شب سے غرض کہ تا بہ سحر
صبح تک دونوں ہو گئیں ڈھیلی
آ گئیں خوب اس کے جب بس میں
کر دی ہم کو چھوڑ دو صاحب
کہا اس نے کہ گر کرو تو یہ ؛

کوئی اب اس کا کیا علاج کرے
دوستی اس طرح کی ساج کرے
وہیں گزرا یہی ہیں اس کے خیال
پھر چلتر مجھے دکھاتی ہیں ؛
کہ برے کام میں یہ دونوں نہیں
یعنی آپس میں راہ ہے ان میں ؛
اس نے ان سے کہا یہ جھنجلا کر
میں کھڑا دیکھتا تھا یاں سب کچھ
سب کچھ آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے
ان سے صحبت کا وہ ہوا سائل
مردکی آپ کتنی انھیں بھی تلاش
کیا کہوں ان سے کس طرح سے ملا ؛
کبھی یہ اس پہ تھا کبھی اس پہ
ایک تو تیلی دوسری بیلی ؛
پھر تو دینے لگیں اسے قسمیں
مانیں گے تم کہو گے جو صاحب
تو تمہیں چھوڑ دوں ابھی باشد

ورنہ جب تک ہے میرے دم میں دم | ہاتھ میرے ہیں اور تمھارے قدم
پس اُس کے قدم پہ گر پڑیاں | ہاتھ پھر جوڑ کر ہوئیں کھڑیاں

لگیں کہنے جو پھر یہ کام کریں
تو بس ایسی ہی ہم بلا میں پھنسیں
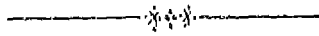
نامہ زناخی کا

زناخی کو بیچ حالت خفگی کے اور بیچ تعریف سراپا ہمسایہ بیگم کے اس معنی پر کہ تجھ میں مجھ سے کونسی بات زیادہ ہے کہ جس پر تو اتنا اتراتی ہے

اے دلبر و دلبر یگانہ | اے فتنۂ و فتنۂ زمانہ
اے مایۂ عیش و شادمانی | اے باعث لطف زندگانی
اے کاشف سر عشق بازی | اے کشتۂ الفت مجازی
اب تجھ سے ہے یہ سوال میرا | کیوں تجھ کو نہیں خیال میرا
سمجھے ہے تو کیوں حقیر مجھ کو | کیا ہے یہ آہ گمان تجھ کو
سوچا میں نے بہت ہی دن رات | تجھ سے نہیں مجھ میں کم کوئی بات
گر تو ہے بہت ہی خوب صورت | تو میں بھی پری ہوں فی الحقیقت
جو بال بہت بڑے ہیں تیرے | تو نرم و سیاہ ہیں گیسو میرے
پیشانی ہے تیری گر کشادہ | تو میری جبیں ہے لوح سادہ
اب تجھ سے کہوں بھووں کا عالم | کچھ وہ بھی نہیں ہیں بیش اور کم
جو تیری ہیں ماہ نو کی ثانی | تو میری ہیں تیغ اصفہانی
ناوک جو مژہ ترے بلا ہیں | تو یاں بھی یہ خنجر بلا ہیں

چشموں میں بھرا ہی گر ترے ناز — تو آنکھیں مری بھی ہیں فسوں ساز
رخسارے ہیں تیرے سیب سے پُر — تو میرے بھی گال ہیں مہ و خور
نتھنے کی پھڑک ہی گر تجھے یاد — پھڑکانے میں ہیں بھووں کے اُستاد
بینی تیری جوں الف عیاں ہی — تو میری بھی ناک سو تواں ہی
گر ہونٹھ ترے ہیں برگ گلاب — تو ٹکڑے ہیں لعل کے مرے لب
گر دانت ہیں تیرے سلک گوہر — تو میرے ہیں موتیوں سے بہتر
شیریں ہی زباں تری جو خود کام — تو میری زباں ہی لوز بادام
مسّی تری ہی اگر نمودار — تو میری دھڑی بھی ہی دھواں دار
سنتھرا جو ہی تو نے پان کھایا — تو میرا الکھوٹا ہی سوایا
گر تیری ہنسی غضب ہی جاناں — تو قہر ہی میرا مسکرانا
گردن ہی تری بیاض ناگن — تو میری بھی ہی صراحی گردن
بازو جو ہیں گول گول تیرے — تو ڈنڈ بھرے بھرے ہیں میرے
ساعد ہیں ترے جو شاخ سنبل — تو باہیں مری بھی ہیں رگ گل
ہیں پنجۂ نور جو ہاتھ تیرے — تو رشک قمر ہیں ہاتھ میرے
گر تیری ہیں چھاتیاں بہت صاف — تو میری بھی ہیں غضب ہی شفاف
تختی تیری اگر بھلی ہی — تو سانچے میں چھب مری ڈھلی ہی
گر تیری کمر ہی مو سی پر پیچ — تو میری کمر کو جان لے ہیچ
رانیں تیری ہیں گاؤ دم جو — تو میری سرین ہیں اُن سے نیکو
گورے گورے ہیں گر ترے پانوں — تو میرے بھی ہیں بھرے بھرے پانوں

گر تیری کفک ہی پانوں کی خوب
تو میری بھی فندقیں ہیں محبوب

قامت ہی ترا جو سرو آزاد
تو میرا بھی قد ہی نخلِ شمشاد

جوتا تیرا اپنا ہی گر زرد
تو میری بھی کفش ہی جھلا بور

رفتار تری جو خوشنما ہی
تو میرے بھی فتنہ زیر پا ہی

انگیا گر گاچ کی ہی تیری
تو ستھری ہی، بن سکھی کی میری

گر کرتی ہی تیری جالی کی ٹھیک
تو میری بھی ہی بہت ہی باریک

گر تجھ میں ہیں ناز اور ادائیں
تو میرے کرشمے ہیں بلائیں

گر کرتی ہو اودہی تو پہری سے
تو بھرتی ہوں سسکی میں بھی جی سے

سینے میں اگرچہ تو ہی استاد
تو قطع مجھے بھی ہی بہت یاد

گر تیری جگت پری ہی جانی
تو میں ہوں سراہتی کی بانی

گر نکلے ہی تجھ پہ خلق کا دم
تو مجھ کو بھی چاہتا ہی عالم

چھوٹا سن گر ترا ہی جانی
تو میری بھی اٹھتی ہی جوانی

گر مال پہ ہی تجھے گھمنڈ آج
تو میں بھی نہیں کسی کی محتاج

ہیں بحر میں دونوں حسن کے غرق
تجھ میں مجھ میں نہیں ہی کچھ فرق

پھر تجھ میں فزوں ہی کون سی بات
جس پر اتراتی ہی تو دن رات

افسوس یہی ہی مجھ کو جانی؛
کچھ تو نے نہ قدر میری جانی

دنیا کا کیا نہ مجھ کو دیں کا
کھویا نہ رکھا مجھے کہیں کا؛

سمجھے ہی تو مجھ کو اور کا اور؛
ذرہ بھی نہ اپنے دل میں کی غور

یعنی یہ زنا جنی یا وفا ہی
مجھ پر جی جان سے فدا ہی

تجھ بن نہیں اُس کو اور سے کام
جنتی ہیں تھی نہ سمجھی تجھ کو
سب جانتے ہیں تیری بے وفائی
احوال ترا ہے مثلِ بلبل
اک بارگی ہو کے اُس پہ شیدا
اے باعثِ رسمِ بے وفائی
میں نے ہر چند کی بہت غور

ورد اُس کا ہمیشہ ہے مرا نام
کیا اُس سے سوا لکھوں گی تجھ کو
جو جو کی تو نے جگ ہنسائی
دیکھا کوئی جب کہ خوشنما گل
دو ہیں کیا عشق تازہ پیدا
کیا تجھ سے اُمیدِ آشنائی
کچھ ٹھہرا نہ دل میں اُس بغیر اور

رنگین کو تو چاہتی ہے جی سے
مطلب مجھ کو نہیں کسی سے

تمام شد

۶۸۹

دیوان انشا ریختی

جب سے کہ سامنا ہے اُس جا یہ کی گلی کا
ہے ورد مجھ کو حضرت مشکل کشا علی کا

مرجھا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
بے اختیار مجھ کو اُس پھول کی کلی کا

نرماہٹ انگلیوں کی اُن کی نہ پوچھ مجھ سے
ہے صاف دال تو عالم اک سنگ کی ڈلی کا

مجھ سے نہ اڑ تماشی تو رات کو کہیں تھی
ہے رنگ کوئی چھپتا الٰہی ملی دلی کا

ہاتھوں سے تیرے ہیں تو کمبخت عاجز آئی
جو کام ہے نگوڑا تیرا سو ہیلی کا

ہیں کیا کہوں دوگانا اُس گل کے دوڑتے
جو حال ہو گیا ہے اُس پاؤں کی تلی کا

کیونکر قدم رسولوں جا کر بھروں نہ چوکی
رکھیے جو آسرا تو ایسے مہا بلی کا

دل گدگدا رہا ہی جس شخص پر کل اس کے
رانوں کے بیچ گھوڑا تھا پھیرا تھلی کا

جوڑے بغیر گزرے کس طرح مرد و زن کی
یہ چال ہی ولی کی یا کام ہی للی کا

انشا سولئے اپنے اللہ کے جہاں میں
ہی کون کھونے والا اس دل کی بیکلی کا

وصف بیاں کیا کروں رات کے مہمان کا
آدمی زادہ بنا جان نہیں جان کا

رات جو میں نے سنا قصہ پرستان کا
خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا

تجھ سی پری بھی کوئی ہووے تو شاید کہ ہو
ہم نے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا

ہاں وہ گیا مردوا اٹھ رہا عشق ہوا
بھاپ لگا گدگدا جس کو تری ران کا

یہ بھی تو ہی اک پھبن دھوپ کی ہو جو کرن
لیجیے لہنگا پہن بادلے کے تھان کا

بات جو کہنی نہ تھی سو وہ ددا سے کہی
موکھ نہ دکھاوے خدا آپ سے نادان کا

ل تو مرے پاؤں کی آن کے ٹک انگلیاں
پھینک دے رایل تو ہار بدن بان کا

تیری تو انشا کبھی بات نہ باور کرے
جامہ پہن کر اگر آوے تو قرآن کا

اللہ کرے سلامت تم جم رہے یہ بیڑا
ہی جس کے دم قدم سے دنیا کا سب کھیڑا

کیوں گیلی انگلیوں سے تو مجھ کو ہی لپٹتی
ہی ہی تری گلہری کیا مانگتی ہی بیڑا

بندی کی دشمنی میں ناحق جو ہوں الٰہی
لگ جاوے اُن کے منہ پر ازغیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنی ہنس کر کل وہ پری یہ بولی
کیوں تم نے میرے انشاء اللہ خاں کو چھیڑا

کروں بیتا ر کیا اپنی دوگانہ کی رُکھائی کا
نیا یہ سوہلا سنیے لگا ہے ٹوہ میں میری
دوہی جانے کہ کیونکر بات جیت ان تک پہنچی ہے
بھلا حاصل جو دیدے دھوے دھائے ستیاناسی

دماغ آکر انھیں میں ٹھس رہا ساری خدائی کا
موا دربان کا لڑکا تلنگا وہ منجھلے بھائی کا
دوا کا آسرا ہے یاں بھروسا کچھ نہ دائی کا
کہاں لگ گھر گھاٹ سب معلوم ہے ان کی صفائی کا

تجھے پکڑا نہ تھا انشا سے میں نے بات کرنے کل
ملانا کام ہے تیرے سی ہاں تو بے حیائی کا

چوٹی یہ تری سانپ کی ہے لہر دوگانا
چتون تری بس دیکھتے ہی باؤ پڑی ہے
نوج ایسے کہیں اور رہوں گھر کو چلے لوگ
بن بیٹھے ہیں دولہا دولہن اس وقت جو ہم تم

کھاتی ہوں ترے واسطے میں زہر دوگانا
دلی کی وہی چہل وہی شہر دوگانا
سب ناٹ گئی ہے یہ بُرا شہر دوگانا
تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دوگانا

میں تجھ سے سمجھ لوں گی بھلا کون ہے انشا
اللہ ارے تو ہی بڑی قہر دوگانا

تم نے پرہیتی کہانی تو نبیڑی انّا
ٹلپلی ٹھیکری ایک ڈھونڈ کے لا دی جس سے
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا

آپ بیٹھی تو کوئی بات نہ چھیڑی انا
اپنی رگڑا کروں ہیں پاؤں کی ایڑی انّا
کٹ گئی یعنی مرے پاؤں کی بیڑی انّا

نہیں سنکار لیا تو نے تو پھر انشا نے
میرے دروازے کی کیوں چول اکھیڑی انّا

تھام تھام اپنے کو رکھتی ہوں بہت سا لیکن
اپنے کوٹھے پہ کچھ اس ڈھب سے زقیا کہ مری
نشیدا سی عنبر کے جو آنے کا یہ ڈر ہے کہ کہیں

کیا کہوں تم نہیں سکتا مرا اندر والا
لے گیا جان اوڑا ایک کبوتر والا
وہ ہی قصہ نہ ہو زیر پیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا لے اُن پریوں سے
اڑ گیا ہو وے نگوڑا جو کوئی پر والا

آگ لینے کو جو آئیں تو کہیں آگ لگا
نہ برا مانے تو یوں تو چ کوئی مٹھی بھر
بیٹھے بیراگن اگر اپنے درختوں میں تو پھر
اڑ گئی فاختہ کیوں سرو پہ دم دیتی ہے

بی بی ہمسائی نے دی جی ہیں مرے آگ لگا
بیگما تیری کیا رہی ہیں نیا سا آگ لگا
پھول اور پھل کی جگہ دے وہیں بیر آگ لگا
اجی اس کا نہ کچھ اچھا مجھے گھر آگ لگا

شوق سے سونگھ لے انشا مری بو بالوں کی
دے چنجل خور کے ہونٹوں میں تو اک آگ لگا

ہائے کمبخت آنسو کے لیے نکلے نہ کیونکر آنکھ سے میری
جھونک گیا خاک آنکھ میں سب کے آگ بگولا جو آیا

چوٹی تالے کا بیتل میری آنکھ کے تل میں بیٹھ گیا
بند توڑ کر پیچھے اڑا کر اس محمل میں بیٹھ گیا

ہی یہ نہ پوچھتی کونسی منزل انشا اس کا نام
ڈر سا دل کے میرے اندر اس منزل میں بیٹھ گیا

اپنا جو چھاتا ہو ہیں زور نگوڑا
سوتی تھی مزے میں کہ گئی نیند اچٹ ہائے
میں پیچ پڑوں کیوں جو لے چٹکی میں اپنے

صدقے اُسے کر ڈالیے در گور نگوڑا
کیا جانیے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
ڈالے مسل انگلی کی مری پور نگوڑا

ہمسائی میں کہ نجل ہوئی کل رات کو انشا
گھس اُس کے زنانے میں گیا چور نگوڑا

تری مہر گر پڑی تو ارسی سر نہ تھام اپنا
کمبخت ہی وہ کام وہ دگا نہ بہت برا
لو شمع کی نکلتی ہے ان آنسوؤں کے ساتھ

بہتی ہے اچھی اس پر تو کھدا لے نام اپنا
صدقے گئی تھی ہی یہ زمانہ بہت برا
پانی میں ہی یہ آگ لگانا بہت برا

کیوں آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہی مجھ کو تو
دل سوز ہی وہ امری پر اُس کا ہر گھڑی

ہیگا کسی کے جی کا ستانا بہت بُرا
لگتا ہی اُنگلیوں کا نچانا بہت بُرا

بھر آئی میری آنکھ تو انشا نے یوں کہا
لگتا ہی مجھ کو ٹسوے بہانا بہت برا

بیگما ہیں جو بُری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
تو تو اوکٹی نہیں جاوے گی مرے عیبوں میں
اپنی بجلی کی سی تو چھب کی خبر لے باجی
کچھ ترا باغ تو لوٹا نہیں ہی میں اپنی

پہنے پوشاک زری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
اری میں عیب بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گرم ہیں گو کہ وزری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گود پھولوں سے بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

سنئے دھانوں کی سی کھیتی کی طرح سے انشا
ڈہ ڈہی اور ہری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

رنگ ہی آنکھ کی پتلی میں اُسی کا جھلکا
مشک کی طرح سے گال اپنے پھلانا کیوں ہی
پاک ہی ہی جو پھلجھڑی سی سکھیوں میں جس کے

چھوڑ دنیا میں دیا جن نے یہ پتنا کل کا
اسے اوسقر کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا
اُس کی اتنا نے گلی دال نہ چانول لٹکا

اتنا آیا سو ہتھیلی سے ہتھیلی ملتا
چھٹے اور بہار میں جا پڑے یہ گوڑا چسکا

چبھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لا ری انگیا

گوکھرو لہریت ڈاک سنا ہے کیا چیز
اس سے ہو جاتی ہے کم بخت گنواری انگیا

گیند اک میں نے جو پھینکی تو جھجک کر ان نے
کچھ عجب ڈول سے کل اپنی سنواری انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائیں تھیں آئی شب بستا
بیگما جی نے وہ سر ان کے سے ماری انگیا

جس میں بو باس ہے تیری وہ نشانی ہے دلا
چھپا میں کیا کروں گی اے ترے واری انگیا

اوڑھنی تجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جان
وہ بھی اک پیچ ہے جو ہو بھاری سے بھاری انگیا

تھی عجب کوئی سگھڑ جس نے یہ کاڑھے بوٹے
واچھڑی بن گئی اک پھولوں کی کیاری انگیا

تو جو پہنے کوئی شبنم کی کٹوری صاحب
تارے یوں ڈوب گئے دل کو سدھاری انگیا

اشرفی تم نے جو دھر لی تو اجی یہ ٹھہری
ناز و ادا آن کی گویا کہ پٹاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہیں چھو جو گیا تو بولیں
تیرا منہ ڈر کہ تو چھیڑے ہماری انگیا:

تو قیامت سے بھری ہے حد برا تیرا گلا
خوش نہیں آتا ہمیں بی فاختہ یہ چوچلا

روپ آنو کا پکڑ بیٹھے کوئی کالی بلا
تب تو بی سٹی پڑھیں کالو بلا کالو بلا

کیوں پڑا تھلکے نہ جی میرے کلیجے میں بھلا
ہے تمہارا روپ ایسا جیسے سونے کا ڈلا

سنبل کے کونڈے اسی کے آج ہیں کیا اے ددا
ہے چھوٹا سا چلبلا کا تیری گودی کا پلا

جان صدقے اس پری پر یوں کہا حسن نے مجھے
آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسی کی مت چلا

دل میں اک انشا کے چٹکی لے کے پیٹ کو ہٹ گئیں
شاہ جھڑی معقول یہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

ردیف ب

تم نے جو میرا اوڑھا دوپٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب
لگتا ہے اس میں دونوں کو بٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب
ایسی نہ چالیں چل تو ہی ہو چاؤ بھری جو لوگ کہیں
آپس میں ہو ان کے سٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب
روکھی پھیکی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم
چاہے ہو جی میٹھا کٹھا ہے یہ دوگانا بات کڈھب
ہاتھا پائی خوب نہیں کچھ جانے دو ایسی باتوں کو
لگ گیا میرے منہ کو نہٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر چاہیے کوئی بوڑھا سا
انشا تو ہی ہٹا کٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ردیف پ

لہریں چوٹی کے تیرے ڈر کے مارے کانپ کانپ
چونک چونک اٹھتی ہوں میں راتوں کو کھا کر سانپ سانپ

نوج تم کوٹھے پہ آئیں اے بڑی دائی انو
لوگ سب سوتے ہوئے تم نے جگائے ہانپ ہانپ

کوئی انگل جیر سے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
ق بڑھایا بیگما نے میرے قد سے ناپ ناپ

تو جو کہتی ہے کہ تجھ کو بھانپتا ہے اک جہاں
کیا ڈرائی مجھ کو لگتی ہے یہ تیری بھانپ بھانپ

ہے بڑا جگرا ترا انشا ارے توبہ تو ہے
کب تلک ہیں تیرے کرتوتوں کو رکھوں ڈھانپ ڈھانپ

ردیف ٹ

کوٹھے پہ سیڑھیوں میں یا کہ منڈیروں کے ادھر
سر ہلانے سے بھروسا نہیں پڑنا کس وقت

صحن میں ڈھوئے ہیں یا اور کہیں منھ سے پھوٹ
کس جگہ کب وہ کدھر ہاں کہ وہیں منھ سے چھوٹ

لوگوں کے چرچے کا ہونا جو تجھے ڈر انشا
تیری کیوں آنکھیں بھلا پھوٹ بہیں منھ سے پھوٹ

بس بلائیں مری نہ لے چٹ چٹ
سیج پر تو ہی جو نہ ہو تو یہاں
مجھے لپٹ کے جو رات کو اس کا
وہم دلاسا عبث نہ دے انّا

اے دوگانہ تو ایک ہی نٹ کھٹ
چین مجھ کو نہیں کسی کروٹ
سینہ پو کی طرح سے جاوے پھٹ
چل تجھی دور ہو پرے بھی ہٹ

چوٹ اک دل کو لگ گئی انشا
جب سنی اس کے پاؤں کی آہٹ

ردیف ث

مردوں سے بیچ تو مت حسن ہے پری کمبخت
مٹ اوجڑ گئی سی پڑ اور غش نہ کھا کھا کر
چاہ کیا پڑی دانی صورت اس کی کیسی ہے

اب بھی آ تو جانے دے درگزر کرا دی کمبخت
بیکلی نہ کر آخر چین لے ذری کمبخت
میں نہیں سمجھتی یہ تیری زرگری کمبخت

ہاتھ میں سدا اپنے رکھیو دل کو انشا کے
بات مان اسی میں ہے تیری بہتری کمبخت

تجھے کچھ شرم بھی ہی ڈھیٹھ پرے او کمبخت
نا ٹرجاویں گے بڑے لوگ ارے او کمبخت

ردیف ث

سانس ٹھنڈی ٹھنڈی کیا رانوں کو بھرتی ہو عبث
آنکھ کس سے ہوا جی ہم سے کرتی ہو عبث

میری دوگانا اور ہیں یونہیں ہیں جیسے ریختہ
دونوں کی جانیں ایک ہیں ٹھنے جو کرتی ہو عبث

کوٹھے پہ پیاری مت پھرو کلٹے بھری ہیں ٹھیاں
نخرے لگے ہی کیوں بھلا چڑھتی اترتی ہو عبث

چاہے نہ وہ جو آپ کو کیوں پھر اُس کو چاہیے
ایسے پہ مرتی ہو عبث جی سے گزرتی ہو عبث

انشا سے منی کیوں نہیں غش ہو بھلا تو دیر کیا
جی ہی پہ کھیلی ہو تو پھر لوگوں سے ڈرتی ہو عبث

سارے بھوتوں سے پرے ہی یہ موا خوجا خبیث
مجھ کو گھورا ہی کرے ہی یہ موا خوجا خبیث

رات بھر کھانسا کرے ہی نیند آتی ہی نہیں
موت کے اب دن بھرے ہی یہ موا خوجا خبیث

بوٹ کی جو ڈالیاں آئیں تھیں بائیں باغ سے
سو گدھا بن کر چرے ہی یہ موا خوجا خبیث

تو نئی کیا جوڑتا ہی اُس کو مجھ تک کھینچ لا
دیکھیو کوکا ارے ہی یہ موا خوجا خبیث

بگما انشا سے پچیسی نہ کھیلو بس کرو
رشک کے مارے مرے ہی یہ موا خوجا خبیث

ردیف ج

کوئی چاہت ہیں کسی شخص کی بدنام ہو نوج
مردوا مجھ سے کہے ہی چلو آرام کریں
آگیا تیری رضائی ہیں پسینا مجکو

اری دداجان وہ کمبخت برا کام ہو نوج
جس کو آرام وہ سمجھے ہی وہ آرام ہو نوج
گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن دہاڑا ہی یہ ہے جی تو بچے اے انشا
کلموہی کالی بلا ہائے وہ پھر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہو اس کے کوئی قربان ہو نوج
یوں اشارہ سے کہا مجھ سے خفا ہے کیوں ہے
پڑھوں لاحول نہ کیوں ہی تجھے شیطان لگا
باجی کہتی ہیں کہ ایک مردوے پر غش ہو نو

ایسے لوگوں کا کسی شخص کو ارمان ہو نوج
جان اور بوجھ کے ایسی کوئی انجان ہو نوج
لاگو ایسے کے کوئی اے موئی شیطان ہو نوج
مفت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئی ہیں تو بہت
دل لگا کر کوئی ایسے سے پشیمان ہو نوج

ردیف چ

بیگما چاہ کے دریا کے بڑے پاٹ کو سوچ
نہ دھڑک پاؤں نہ دھر پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ

بہے جاتے ہیں پہاڑ اس میں کہاں تختہ بیڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ

ارے دودایاں سے چلی جا تو دبے پاؤں ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولی کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ

ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو اونہیں تو بولیں
میرے کپڑوں کی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

موتیوں میں انہیں آنکھوں کی ترازو پہ تول
ارے انشا نہ تو بنیوں کی طرح باٹ کو سوچ

ردیف ح

کیا کسی باغ میں ہے آج پڑی سوتی صبح
کالے بادل نہ گھر آتے تو ارے اے لوگو

کیوں مرے سامنے کمبخت نہیں ہوتی صبح
آبرو آج مری مفت میں کیوں کھوتی صبح

ہیں جو بکھرے ہوئے سبزے پہ تو کیا گوہر گوری
لائی تھی تیری کچھ اور کے لیے موتی صبح

پیالیاں گل کی جو دھوئیں تو بلا سے باجی
کاش دھبے کو مرے دل کے بھی کچھ دھوتی صبح

ہر کسی شخص کی امید کی کھیتی ہو ہری
بیج ایسا کوئی مالن نہیں کیوں بوتی صبح

میری آنو جی یہ بوڑھی ہے کہ ان کی گویا
رات پالی ہوئی جیٹھن ہے یہ اور پوتی صبح

اوس پھولوں پہ پڑے تو نہ سمجھیو انشا
یہ کسی کے لیے ہے آنسوؤں سے روتی صبح :

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہے دلّی کی طرح
کپڑے پھرتے چلے پاؤں کی بلّی کی طرح

ردیف خ

کھلکھلاتی ہے تو مرے آگے جو ہو کر گستاخ
کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ

کان کی لو میں جیسے ننھی سی بالی کیوں کر
جس کا ہو سوئی کے ناکے سے بھی ننھا سوراخ

اری ہنس مکھ تو اسے پھول کلی کہہ کے پکار
کھلی پڑتی ہے یہ کرتی ہوئی لوگوں سے مذاخ

کرتی ہے تنگ مجھے گھیرے ہے کیوں اے انشا
کیوں ری لونڈی اری نرگس اری او دیدہ فراخ

بلائیں میں نے جو لیں ان کی کل چٹاخ چٹاخ
تو کس مزے سے کہا بیگما نے چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھو انشا
کہ مچ رہی ہے پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

میں تیرے صدقے گئی اے میری پیاری مت چیخ
مت جگا نیند بھرے لوگوں کو واری مت چیخ
لگتی ہے چوٹ تو لگنے دے مسوس اور ذری
ایک دم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ
اپنا چونڈا نہ ہلا دم نہ پھلا اے ملبل
کہہ دیا میں نے نہیں تجھ کو کہ ہاں ری مت چیخ
کیوں مرا مغز پھراتی ہو اری مینا چپ
اڈر گئی دور بھی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتی ہوئی انشا سے نہ مل
بنو اب منتیں کر کے تری ہاری مت چیخ

میں نے جو حوض میں ایک موم کی چھوڑی بطخ
تو لگی دھوم مچانے یہ نگوڑی بطخ

ردیف د

جاڑا لگے ہو کہیے لے مجھ کو لحاف میں
پاجامہ یخ ہو برف ہو اولا ازار بند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو
وہ گُتھّہ دار آپ نے تولا ازار بند

تیرے ازار بند کی کیا بات ہو پری
ہو سب ازار بندوں میں چھیلا ازار بند

بجلی سی ایک کوند گئی اپنی آنکھ میں
کالی گھٹا میں تیرا یہ پھیلا ازار بند

کیا بھر گیا ہو آج کہ جس کے سبب ترا
ہو سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازار بند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دیجیے
دیجے تو اپنا میلا کچیلا ازار بند

ہو تو سہی اچھی یہ نکیلا ازار بند
لیکن کسی کا تو ہو ڈھیلا ازابند

ہیں ظالم اسے دوگانا ترے ڈھیلے پائنچے
نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازار بند

ہو زہر اس میں تو وہ ہو سانپ سے بھی تر
نیفہ میں تیرے ہو جو سجیلا ازار بند

انشا کو اور ابھی ثنائی نہ دے اری
سٹ سے نکال دے نہ یہی لاز ارہنڈ

ردیف ڈ

اے دوگانہ مجھ سے کشتی کھیلنے کا گھمنڈ
جو پری مہندی لگا دے اس کے باندھی ہاتھ پاؤں
اے بڑی دائی گئی گزری ہوئی باتیں نہ چھیڑ
آپ کی گانڑ کی کیا تعریف کیجے واہ واہ

تو کیا کر آج سے میری طرح اکیس ڈنڈ
لوٹتی کیا کیا مزے ہے یہ موئی سنسنل ارنڈ
نوچتی کیوں ہے بھلا اس دل کے زخموں کے کھرنڈ
کوئی دھوبی گھاٹ پر جیسے پڑا ہووے کھنڈ

بکھرے ہیں اپنی ان آنکھوں میں انشا رات دن
دھوئے دھوئے نورتن اور گورے گورے اچھے ڈنڈ

چیلی ایک جوگی کی دیکھی ہم نے ایسی لنٹ منڈ
لوٹ جاویں دیکھ جن کو سیکڑوں پریوں کے جھنڈ
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتے ہیں یہاں
سب مہاراجوں کے راجہ جی بڑے ہیں جو مسنڈ
ایک مہلی پڑھتا ہو کر دوگانا سے نے کہا
کیا کرے تجھ کو کھلا کوئی اری اسے سوکھے ڈنڈ

سینکڑوں آنکھیں کنچیاں کے غوطہ کھا گئیں
کیونکر انشاؔ ناف کو تیرے نہ سمجھے برمہ کنڈ

ردیف ذ

اجی کس ڈول سے بن جائے ہو گھوڑا کاغذ
ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ نہ تھوڑا کاغذ

ادھ موا تونے تو کر ڈالا بہت سا نوچا
پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سے چھوڑا کاغذ

اُس سے کہہ دو کہ نہ بھیجا کرے لکھ لکھ کے ہمیں
مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

چھیڑ تو دیکھ پٹاخے کی طرح انشاؔ نے
یوں دکھا کر مجھے پٹ دینے سے پھوڑا کاغذ

ردیف ر

جا کے کبلوں میں چھپو سب اکیلے ہو کر
تاڑ لے کوئی تو تن جائیو کیلے ہو کر

یوں سے ووں جاکے دداڑکے ادھر سے چھکے
انھیں حمام میں لے جاؤ طویلے ہو کر

کیا پڑی پھرتی ہے اس کی ہر طرف رفرف نظر
ہے پری براق سا چہرہ کسی کی حف نظر

سب سے مستی کے دوگانا جان بھی پس پس گئیں
آگیا جو گومتی کے موتھ پر آنکو کف نظر

ان کے ہاتوں سے دو لنڈی اپنے دل میں ہو گئی
جن کے ہاتھوں میں وہ آتا ہے سنہرا دف نظر

ہیں پری سے ایک جی گی جی ٹرے صاحب کمال
دور سے آتا نظر ہے جن کا وہ منڈف نظر

وہ جھمکڑا اور ادائیں دیکھ اس ٹھکیل کے
مجھ کو انشا آگئی پریوں کی صف کی صف نظر

ردیف ڑ

خانمی چاہ ہے وہ جھاڑ پہاڑ
سینکڑوں گھر کیے ہیں جن نے اجاڑ

جو مجھے ٹوکے سو الہی کرے
ہوتے سوتے کو اپنے کھاوے پچھاڑ

تیرے کوٹھے پہ رات بار کمند
چھپ رہے تھے ہم اک منڈیر کی آڑ

ٹوٹ جاوے کہیں یہ تیری چول
ارے او بے سرے نگوڑے کواڑ

کس لیے اپنے ساتھ لاتے ہیں
آپ ان لونڈیوں کی دھاڑ کے دھاڑ

کیا کروں جانتی ہوں چاہت میں
لاکھ طرحوں کی ہے اکھاڑ پچھاڑ

ق

جب تلک ہو سکے دوگانا جان — کیجے اپنے طرف سے دوڑ و پاڑ
آگے پھر یا نصیب یا قسمت — جو برا ہو سنوار یا کہ بگاڑ

لے چل انشا مجھے کبھو رستے
یہ تو ہو مرد نام اس کا تاڑ

ردیف ز

دل میں سو بار بچھا بیٹھے گر جائے نماز — اپنے کرتوتوں سے یہ ہم کوئی آتے ہیں باز
بیگما نے جو کہا جھک کے سلام آتو گیا — آغا بیگم نے سنائی اسے بولی ہی آواز
پوتوں پھلنا تجھے اور دودھوں نہانا نصیب ہو — بیاہ ہو سونے کے سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گھڑ گئیں لیجے سے انشا کے تمہاری ہی تماز

کوئی کمبخت ہمارا نہیں ایسا دل سوز — کر ملا دیوے کسی ساتھ ہمیں آج کے روز
گورے دولہا کے لگی ہاتھ دلہن جو گوری — تری گھوڑے کے نصیبوں کی ملی گھوڑی لوز
میری طوطی کو پڑھایا کرو آ تو جی تم — خوب بولے گی ابھی ہے یہ ابھی نو آموز

ٹھہرے گی خوب ہی سر اور پکھ کی لڑ کو
آویں گے نہٹے لڑانے کو کل آغا نوروز

بھیج دی اُن نے انگوٹھی مجھے فیروزے کی
اس کے معنی کہ ہیں تو وہ میں خواجہ فیروز

گل چمن بیچ جو چاپ سا نظر پڑی پھرتی ہے
شاید اب اُس کا کوئی یار ہوا ہے زردوز

جوں ہی کھینچا تمہیں انشا نے تو بس گر ہی پڑیں
اجی لاحول و لا تم سے کڑی ہے نا بوز

ردیف س

باجی کی باس ہے جو رچی اک بچھنے کی باس
تو ٹھٹک ٹھیک ہو گئی دلہن بنے کی باس

ہیں یاں دھرے جو پھول بھبھولوں کے ان کو چوس
صدقے تری گئی ہوں ترے سونگھنے کی باس

بٹنا گو ٹرا کہنا بھی کچھ لفظ ہے بھلا
ہم تو بھی کہینگے اجی بٹنے کی باس

چاہت کی آگ سے یہ جلا دل کہ اے ددا
گودی میں اپنے بھر گئی پھونسے جلنے کی باس

اُس بہنی پہ آنکھوں کی بھوؤں کی باس ہے
ہوگی کسی پری کی تا اس ٹلنے کی باس

پھولوں کی بو بھی چھوٹی اب انشا جو تو سنا
اُن میں سما رہی تھی ترے روٹھنے کی باس

ردیف ش

گود پھولوں سے بھری میری دوگانا شاباش
تیری کھیتی ہو ہری میری دوگانا شاباش

اوٹ میں اپنی دکھا دے مجھے اُس شخص کو آج
میں ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش

میری خاطر سے جو دُکھ ہو تو پڑا ہو سر لے
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

پہنی انشا کے دکھانے کو جو دھانی پشواز
بن گئی سبز پری میری دوگانا شاباش

نہیں زیور کی کچھ پھبن پر غش
آئی رابیل ہو گئی میں آج
یوں ہی ہیں غش ہو لی دوگانا پہ
کیا ہی سناٹے کی ہوا آئی

میں تو ہوں تیرے سادہ پن پہ غش
گورے گورے ترے بدن پر غش
راجہ نل جیسے تھا دمن پر غش
ہو گئی جان اُس کے سن پر غش

باغ کی سیر میں ہوا انشا
تیرے پیجامے کے چمن پہ غش

ردیف ص

اجی تم چاہتی ہو بندی سے جیسا اخلاص
نہ تولے مجھے دو یاں سے اوڑ چھو ہو جاؤ
اور بری دل سے نہ مل اُن سے جو رکھیں نفرت
پاس کچھ ہو وے تو چاہت بھی ہے کچھ معلوم

اجی دو کواریوں میں نوج ہو ایسا اخلاص
کس کو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص
جیسے منہ ویسے تھپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص
سچ کہ آندھی ہے بڑھا دینے کو ویسا اخلاص

ہیں یہ دولہا دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت وہ ویسا اخلاص

ردیف ض

کام کسی پھول سے یا ن کلی سے غرض
چڑیا کے پھندے چھڑا دے وہی دانا سچی
اوروں کے سر جا چڑھو مجھ سے نہ بولو دادا
خوش نہیں آتا یہاں پان الاچی سنو

ہے مجھے اے بیگما تیری گلی سے غرض
صدقہ گئی ہے یہی بندہ علی سے غرض
رکھو نہ اجڑی ہوئی مجنوں چلی سے غرض
رکھتے ہیں ہم تو ترے منہ کی ڈلی سے غرض

آئی ہوں انشا فقط میں تو یہاں سیر کو
پھل سے نہ مطلب مجھے کچھ نہ پھلی سے غرض

ردیف ط

مت دیا کرنت نئے ہر روز یونہیں دم غلط
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
آئے وہ جم جم سے پوچھے مجھ سے مت لینو ذرا
دیکھو لوگو ذرا قربان ایسے وہم کے

چال وہ چل بیگما ہو جس میں اپنا غم غلط
سچ تو یہ ہی ہے یہ سارا حسن کا عالم غلط
جانتا دل کی خدا ہی ہے یہ سب جم جم غلط
یہ بھی ہے کیا بات جو تم سے کہیں کچھ ہم غلط

اے نہ صاحب دخل یہ کیا ہے کہ انشا کے سوا
بھید سے اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب ننا جی مرے پاس آئی تھی کل رات غلط
مجھ سے اُس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط
چارپائی وہ لگا پھاند کے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سے اجی یہ بات غلط
وہ نگوڑی کوئی چڑیا تھی کہ اڑ پہونچی یہاں
ہاتھ کیونکر لگے کھلی کے اوسے گات غلط
چٹکیوں میں ہی اوڑا دیویں گی یہ شاگردیں
آنوجی کی کوئی یاں کٹتی ہے اونڈوات غلط

فکر کر اپنی تو کس فکر میں ہے اے انشا
ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

ردیف ظ

شرط ہے رکھنا لحاظ اتنی بھی مت ہو بے لحاظ
سانس مت بھر اور دوگانا چپ ایسی ہی آوے لحاظ

سمدھنیں آویں گی تیرے دیکھنے کو بیگما!
اُن کو تو یاں سے اٹھا دے ہوویں جو بے لحاظ

ہوتے سوتوں سے کہو اپنے جو خوش ہو چھیڑ
ڈال دے ہو یاں بھلا کہنے ہو کس کو بے لحاظ

بن ٹھنی اس قدر بن جا سے کیا فائدہ
تار سب جاوینگے بی اتنی بھی مت ہو بے لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھ لحاظ اُس کو نہیں ہے وہ ہے اب تو بے لحاظ

ردیف ع

نہیں یاں کسی آشنا کی توقع
ہمیں بس ہے اپنے خدا کی توقع

اور چھو ہوئیں ڈالی جی تو کبھی کی
رہی اب تو برهیا دوا کی توقع

اجی بی بی سیدانی صدقے گئی تھی
مجھے ہے تمہاری دعا کی توقع

جنہیں برف و شورہ نہ میسر ہو دے
انہیں ہو تو پنکھا ہوا کی توقع

نہ کوٹھی پر آئے کبوتر اُڑانے
نہ صاحب یہ چھوٹوں کے سردار نکلے

گئی ٹوٹ کل بیٹھکا کی توقع
نہ رکھے کوئی ان کی بیجا کی توقع

پڑی ہے جو مشکل تو کیا ڈر ہے انشا
کہ رکھتی ہوں مشکل کشا کی توقع

ردیف غ

ہم نے یہ دیکھا ہے اک میلے کچیلے کا دماغ
ایڑیاں رگڑے ہے جہاں مجنوں کی لیلیٰ کا دماغ

ہے درختوں سے زیادہ اُس کی شاخوں کا دماغ
بڑھ گیا یعنی اناروں سے پٹاخوں کا دماغ

بیگما جی ہے یہ چوٹی دار آہوں کا دماغ
سینکڑوں ہاتھی کوئی لا دے تو کبھی لیں نہیں
حسن صنوبر کی کہانی اسے دوا جی پڑھ گیا

ہاتھ جوڑے جن کے آگے بادشاہوں کا دماغ
کم نہیں بادل سے کچھ میرے گناہوں کا دماغ
ان نگوڑے حبشیوں ہتھنوں سیاہوں کا دماغ

اُس پری کی آنکھ میں کوئی سماتا ہی نہیں
پھر ہے انشا وہاں نیچی نگاہوں کا دماغ

ردیف ف

لے تو جھوٹی ہی کہائی نہ۔ اری بے انصاف
کل بھی وعدہ سے نہ آئی نہ اری بے انصاف

شمع کی لو تو مرے دیدوں سے نکلے ہی دیکھ
تو نے یہ جان جلائی نہ اری بے انصاف

دم دلاسے ہی ہے تو نے برائی کے سوا
کچھ نہ کی ہم سے بھلائی نہ اری بے انصاف

اپنی گھٹ چالیوں سے باز نہ آئی آخر
دم مرا ناک میں لائی نہ اری بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو انشا سے سنی تھی تو نے
نہ ہوئی اتنی سمائی نہ اری بے انصاف

ردیف ق

نہیں جاتی کہیں مہمان مرے دل کا شوق
تم کو کیا اس سے ندا جان مرے دل کا شوق

ہار گوٹوں کے پہل ڈالوں گی میں پاؤں تلے
جیر پھیکوں گی یہ دولیان مرے دل کا شوق

بات چیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہیں
نہیں اس کا مجھے ارمان مرے دل کا شوق

طعنے مت دو مجھے ہاں ہاں ابھی ہو جاتی ہوں
جان اور بوجھ سے کے امتحان مرے دل کا شوق

نیتیں مت کرو انشا کی طرف سے اُس پر
میں نہیں کرنے کی احسان مرے دل کا شوق

بیگما چاہ بھی پہاڑ ہے ایک
اپنی آنکھوں میں اُس پری کے بغیر
ہم سے کیا اُٹھ سکے کوئی پیاری
ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اُس کی زنجیر بھی نہیں لگتی

اس میں ایک ٹھنڈی سانس جھاڑ ہے ایک
شہر آباد اور اُجاڑ ہے ایک
لاکھ تاڑوں میں اپنی تاڑ ہے ایک
اُس میں بن جو ل کا کواڑ ہے ایک
آگے پھر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھ طرحوں کی ہیں سنوار انشا
اور یہ نام کو بگاڑ ہے ایک

ردیف گ

میں سفید کھی ہے اُس کے کان پر لونگ
ہے جگائی ہوئی دوالی کی

کیوں خوش آئے نہ مجھ کو یار کا لونگ
تھا لگ اُس کے یاران میں لونگ

ہیں جھجاب اُٹھی سے لے کے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران میں لونگ

چڑھ کے کوٹھے دھوپ میں تم تو اُڑاتی ہو پتنگ
اے دوگانا چاندنی میں یاں اوڑا جاتا ہے رنگ
پگھلی چاندی کی طرح سے ہے تھلکتی چاندنی
آج کوٹھے پر لگا دو میرے سونے کا پلنگ
بات آتو جی کی ہے ہرگز نہیں کچھ ماننی
سچ تو یہ ہے بیگما تو نے بُرے سیکھے ہیں ڈھنگ
کیا بھلی لگتی ہے اٹکھیلی کسی کی واہ وا
اور وہ نام خدا اُٹھتی جوانی کی اُمنگ

جان صدقے اُس پری کے جن نے انشا سے کہا
اب تری ہاتھوں سے یہ بندی بہت آئی ہے تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہے جوانی کی امنگ
تو اُسی ڈھب سے سمجھ دلّی کی پلنے کی اُمنگ

———— ❋ ————

ردیف ل

سینے پہ میرے اپنے کھلے سر کے بال ڈال
بے ریشہ ہیں آم ارے ان کا بال ڈال

کیا چیز ہی جو دھیان میں اپنے نہیں ارے
ہوں بات بات میں بھی اگر تو ہی ڈال ڈال

جس دم چڑھائیں دائی کے سر بھول پن لوگ
اس وقت میرے ہاتھ پہ اپنا او گال ڈال

تکیوں کو دھر کے اپنی بدل اٹھ پلنگ سے
اپنا لحاف اپنے اوڑھا اپنے شال ڈال

زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے دوا
تھوڑا سا اپنے لے کے کہیں سے سیال ڈال

یارب لگائی آگ ہو جس نے یہ بیر کی
پالی کی دیگ میں اُسے لیکر ابال ڈال

ہولی میں جوگن ایسی بنی وہ کہ جس کو دیکھ
آزاد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال

میں پھنس گئی ہوں چاہ میں اک مردوئے کی ان
اس میلے سر کو میرے دوگانا کھنگال ڈال

میں صدقے تیرے تو مرے نالوں کی راہ سے
جتنا بھرا ہوا ہی دھواں سب نکال ڈال

ہرگز غبار دل میں کچھ انشا سے تو نہ رکھ
سینے کی آرسی کو زناخی اوجال ڈال

ردیف م

اری بی ایک ہی عیار ہو تم
ناک چوٹی میں گرفتار ہو تم

چھیڑ کی بات سوا اور نہیں
کس سے اقرار ہوا جو ہم سے
بیٹھتے پاس نہیں جو آکر

یعنی لڑنے ہی پہ تیار ہو تم
کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

سچ نہ بولے کبھو انشا سے چلو
اجی سب جھوٹوں کے سردار ہو تم

ردیف ک

ہے ان دنوں میں اُن کی جو آواز ڈوک میں
تو کھر دراہٹ اور ہی ہے نوک جھوک میں
باجی نکالے ہاتھ دوشالے سے کون اب
پانی پلا دے تو ہی مجھے اپنی اوک میں
تیزی کٹیلی آنکھ میں ہے بیگم کے جو
سو دھار میں چھری کی نہ چاقو کی نوک میں
ہے مست باس کی جو دوگانا میں اک جھنک
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست بوک میں
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک میں

بامن کے لڑکے کھول کے پوتھی بچار تو
مجھ ہی پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک میں

انشا کی بات چیت میں جو چھیڑ چھاڑ ہو
سو لذت النسا میں کہیں ہو نہ کوک میں

میں تو کچھ کھیلی نہیں ہوں ایسی کچّی گولیاں
منہ بنائے بگیا ہی تو پڑی پھرتی ہیں آج
انتظاری سے تری کل باغ سے جو ٹڈیاں
بس کہیں جس کی بھی ہو ایسی کوئی توّے کرو
کیا کسی کے درد سمجھیں نہ ٹباباں یاں کی آج
پانچے ڈھیلے قبائیں سب کے کیں ٹھیک ٹھاک
کچھ نہیں معلوم پوچھو کونسا میلا ہی آج

جو نہ سمجھوں گی زنانخی جان تمہاری بولیاں
ٹھنڈی سانسیں بھرتیاں اس کی کئی مجولیاں
لائیاں تو پھول نرگس کے ہی بھر بھر جھولیاں
جیب میں میری بھری ہیں لولیاں اور کھولیاں
ٹھوس ہیں اوپر سے اور اندر کے دل ہے پولیاں
اُڑ گئے وہ لنبے دامن اور اونچی چولیاں
جا بتیاں ہیں جو چھیا کچھ ڈولیوں پر ڈولیاں

مطلب انشا کا سمجھتی ہی نہیں لے وا چھڑی
بیگمیں اور خانمیں ہیں ایسی ہی تو بھولیاں

پھولوں کے ان دنوں میں لچھّن سے جھڑ رہے ہیں
شاید کہ اُس پری کے دامن سے جھڑ رہے ہیں

تھیں تو پردہ والیاں مجھ کو پرے ہٹ بولتیں
انگلیاں تھیں پر سبھوں کی دل ہی چٹ پٹ بولتیں

تھی کھلی کنڈی تو کیا تھا تھا سہارا ہاتھ کا
کچھ نہ کچھ چولیں کواڑوں کی تو چٹ چٹ بولتیں

یا نہیں تم سچ کہو لے یہ بھی ہونا پھر بھلا
بطخیں سونیں تمہاری کیوں نہ منہ پھٹ بولتیں

بیگماں نے لے لیا شیشہ تو ساری گانہیں
کیا صراحی ان کے ہیں اُس سے غٹا غٹ بولتیں

تاک کے سایہ میں آ کر بیٹھ پایُں باغ میں
بلبلایں ہیں سن کے انشا تیری آہٹ بولتیں

کل دوگانا بن چڑیاں باغ میں گھبرا گئیں
تاک پر سب اُن کی چوٹی دار آ ہیں آ گئیں

کیا نرے سر آ چڑھے چاروں کی چاروں الاماں
شاہ دریا - شیخ سدّو زین خاں - ننھے میاں

سونہیں کمبخت وہ جو بیر دوڑاتی رہیں | اُن سے آخر کیا ہوا اپنا کیا باقی رہیں

ارے دل انھیں کچھ تیری خبر نہیں
نہ کروں شکوہ شکایت سو کیوں بھلا
جو کبھی ایک گھڑی ہاں بھی ہو گئی
جو کہا میں نے کہ غش ہوں تو وہ پری

تری چاہت میں نگوڑے اثر نہیں
میری حالت پہ تجھے کچھ نظر نہیں
تو رہی ہے پھر وہی دو دو پہر نہیں
یہ لگی کہنے کہ کچھ اس کا ڈر نہیں

ابھی اڑ جائے فاروں کی طرح
یہی افسوس ہے انشا کہ پر نہیں

کیا یہ چھڑ خانی کی باتیں آکے ہم سے چھیڑیاں
سینا پڑے وں تم سے یہاں رگڑا کیے ہیں ایڑیاں
قید سے چاہت کی لگا کھا سکے تو کچھ وہی
پاؤں میں ہوں جس کے کوئی لاکھ من کی بیڑیاں

مدہ ہیں جوبن کی بھری ہیں یہ جو لونڈوں گھیریاں
لیٹیاں ہیں صحن اور کوٹھوں پہ سو چک پھیریاں
سب کی سب گھر گنجیاں ساری کی ساری ڈھیریاں
دیکھ لیں بس ہم نے رانی جی تمہاری چیریاں

نظر آویں ہیں اس میں پڑھنے کے گن
جیسے کھیل میں بھی لگی ہو یہ دھن

الف دو زبر اُ دو زیر اِ دو پیش اُ — سو نام خدا بنگیا ہو اری سُن

سُنی تھی کسی سے جو بحر تقارب — اُسے کر لیا گھنگروؤں کا لفسن

کر تو لے ہی اپنے سبق پر یہ کہکر — فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم لیسے یہ تینوں کر **انشا**

تصدق ہوا ان پر طنبورے کے تن تن

ردیف و

بلا سے اگر آئی ہولی کہارو — نہ مجھ سے کرو بولی ٹھولی کہارو

کہا میں نے ہنسکر بھلا کیا کروں میں — تو ہنسکے اُن نے ٹھٹولی کہارو

مٹک چال چلنے پہ مستانہ ان کیجو — کہ حاضر ہی اپنی مجھولی کہارو

کنارے لگے پیسے کیا لال ہوتے — یہ کس گانوں کی ہیگی بولی کہارو

ٹکے پیسے صدقے گئی کیا بلا ہیں — روپے دوں گی جب بھر کے جھولی کہارو

مجھے جلکے پہنچا دو **انشا** کے گھر تک

نہ پوچھو کہ کتنی پیسے ڈولی کہارو

نگوڑی چاہت کو کیوں سمیٹا عبث کے جھاٹ جھوڑے جھیلنے کو
دوگانا پڑ جائے ٹکی ایسی تمہاری اٹھکیل سب کھلانے کو ؛

ہزار فوجوں کو جوڑ کر رہیں کہیں گے ہم تو نہ مرد اُن کو
اری تو جل را سہرا وہ اُن کا کہ جاویں پریوں کے ریلنے کو

ڈھکیل دینے سے تیرے کوکا لجاب سی اُن کی کمر پر آوے
بلا سمیٹے اور آگ لگ جائے ایسے تیرے ڈھکیلنے کو ؛

پھسل پڑی جو گلاب اُن پر جو چونکی آتوں تو یوں ہی بولی
گئی تھی میں ہو کے خوب پیاسی گھڑوں سے پانی انڈیلنے کو

نصیب جاگیں گے بیگما جی تو میں بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو انشا کے ساتھ میں ہاں پڑے ہیں پاپڑ سے بیلنے کو

بات وہ لائے کمبخت جو جیت چاہی ہو
پھر جو بول اٹھونگی کچھ میں تو یہ طعنے دو گی
آیا تحفہ وہ جو یہ ٹھچی ہی اُس کی انگیا
بوڑھا چوندانہ ہلا موم کی مرہم اے شمع

اجی بس جاؤ بھی کچھ تم تو بڑی واہی ہو
قہر البیانہ کرو تم ابھی بن بیاہی ہو
تب سبیوں ساری کی ساری ہی جواک لائی ہا
چل ری چل صبح ہوئی اتو کہیں راہی ہو

دیکھ لینا تو مجھے آج سے انشا اللہ
ضد سے آتوں کے وہاں بیٹھوں جہاں ہائی ہو

تم بڑی قہر ہوا ی باجی جان
ٹانگ بچپلی ہی اگر میرے لیے
یعنی چٹ پٹ کی اُسی سے ٹھہرے
اسے دوگانا ترے مشغولے کو

نوج تم سی کوئی چھتیسی ہو
تم نے انکھیا کوئی چھوٹی سی ہو
کھیلنے والی جو تچیسی ہو
چیز ایک موم کی بتی سی ہو

وہی انشا سے ملا دے مجھکو
میری چاہت میں جو باجی سی ہو

جی ہی کچھ رکھتی نہیں دھڑ میں تری پولی ہی تو
اے ددا فرہاد کش بڑھیا کی ہجولی ہی تو
ہی ترے منہ کا او گال اس ہیبٹ کا میرے ادھا
میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
بات دنیا کی سمجھتے ہی نہیں نام خدا!
دیکھو میری طرف کیا خوب بی بھولی ہی تو
سننا جاتا ہی جی اپنا دوگانا اس گھڑی
گھر کے جانے کو منگاتی ہیں گھڑی ڈولی ہی تو

دھر کٹ انشا کی سر کہہ جی کنہیا لعل کی
بن گھڑی ہو رادھکا جو کھیلتی ہولی ہی تو

اری موتی ادھر آ تو — کر سکھائے ہنر آ تو

رہ گئی دیکھ انھیں کل — پکڑ اپنا جگر آ تو

مارے ہے کیا ہی کو وسکے — جا وے اپنے جو گھر آ تو

سیکھے کیا ہی آنت دیں — ڈبوے چھٹی اگر آ تو

مرے دل کی بھی خبر ہی — سبھے تجھے اے بے خبر آ تو

کوئی کرم بخت نہ ہو گی — کہیں تجھ سے کٹر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ہاں
دیکھ لے بھر نظر آ تو

ادھر آؤ نہ ستاؤ — پاس اپنے نہ بلاؤ

ہو جہاں خوش وہیں جاؤ — چٹکیوں میں نہ اڑاؤ

آگ دل میں نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

ردیف ہ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ — ہوتی ہو کیوں بے حواس خوف نہیں کچھ

یہ نہیں فتنے کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
کچھ یہ نہیں چوکیدار جس سے جھجک ہو
آؤ چلی میرے ساتھ سادھے ہوئے دم

آئی ہے پھولوں کی باس خوف نہیں کچھ
ٹیلا ہے اور اس پہ گھاس خوف نہیں کچھ
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھیو انشا نہ دھیان آگ دھوئیں کا
پھولی ہوئی ہیں پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کہیو پھر نہ کی اللہ اللہ
ای لو تم نے مری کیا جڑ نکالی
تمہاری دوست اب تو ہو گئی ہے

اجی استاد جی اللہ اللہ
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ
نہ تھی جن سے کبھی اللہ اللہ

اجی انشا کو جا تم نے ستایا
یہی تھی منصفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ
بیگماں راہ میں آج ایک پری نے مجھ کو
پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر
کیوں نہ جی وجد کرے آکے دوگانا جی نے
تیری فریاد کروں کس سے زنا خی تو نے

مینہ نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ
آنکھ ایسی ہی لڑائی کہ الٰہی توبہ
دُم یہ بلبل نے پھلائی کہ الٰہی توبہ
گٹکری ایسی ہی گائی کہ الٰہی توبہ
یہ مری جان جلائی کہ الٰہی توبہ

خوب اب جاگ چکیں رات کو جو آئی ہو | تم نے لی ایسی جمائی کہ الہی توبہ

میرے منہ سے جو کہیں نام سنا آفت کا
تو نے یہ دھوم مچائی کہ الہی توبہ

میں ترے صدقے نہ رکھ اے مری پیاری روزہ
بندی رکھ لے گی ترے بدلے ہزاری روزہ
نمش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری
آج کس شخص کی رکھے گی دولاری روزہ
بولی نرگس کہ جو کہاری ہیں نہ دیکھا پانی
ہی ہماری ہی طرح تجھ کو بھی کیاری روزہ

دن دہاڑا ہی ابھی رات کو انشا اللہ
تیرے قربان گئی ہو مجھے داری روزہ

ردیف ی

کلی دل کی بھلا کیوں چٹکیوں میں وہ مسل ڈالے
یہ دونوں پھول جیسے ہونٹھ تیرے کوئی ل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اُس سے کہتا ہوں
نہ رکھے بات کچھ جی میں بھری ہو سو اُگل ڈالے

فضیحت کا نگوڑا ہر گھڑی یہ پیٹنا سیپے ؛
بڑا دانا جو ہو چکّی میں کیا چھوٹوں کو دل ڈالے

بڑا ای میری بیٹیں پر خدا لی رات ہیں میں نے
بڑے ایسے بہت سارے کڑھائی پیچ تل ڈالے

مجھے ڈر ہی بچھیرا اک جو ہی ناکنہ سا پھرتا
مبادا اسے ددا جی وہ کہیں تم کو کھند ل ڈالے

علبلہ پھر اُسے گھڑیال کا کیونکر نہ ٹھہرا دیں ؛
نگوڑی باؤلی چڑیا مزے میں جو خلل ڈالے

دوگانا مدہ ہیں جوبن کے بھری وہ وقت آ پہونچا
کہ کوئی پھول اُس کی گود میں اور کوئی پھل ڈالے

اری تو اُلٹی ہی پڑتی ہو مارے چھل کے اے رنڈی
خدا ایسی بھی دیدہ ولیاں کسی کے نوج چھل ڈالے

بھلا ہوتا نہیں دنیا میں رسموں کے بدلنے سے
جو اپنی خیر چاہے سو تری نسبت بدل ڈالے

گھڑی جیسی فرنگی بولتی ہو دل بھی ہی یوں ہی ؛
یہ خطرہ ہی کہ تو کوئی بگاڑ اُس کی نہ کل ڈالے

کسی کوٹھے کے گلّے پر وہ ہی جو اک درخت انشا
لٹکتے تین چار اُس میں سے آئی ہیں نکل ڈالے

کل ایک گھر میں خوب سے چھوٹے بڑے لڑے
ہاتھوں سے ہاتھ اور کڑوں سے کڑے لڑے
چھلنی سے چھاج چھاج سے چھلنی الجھ گئی
مٹکوں سے مٹکے ٹوٹے گھڑوں سے گھڑے لڑے
لڑکوں سے لڑکے چمٹے جوانوں سے جب جوان
بڈھوں سے بڈھے کڑ بڑوں سے کڑبڑے لڑے
چیونٹوں سے چیونٹے گتھ پڑے چیونٹوں سے چیونٹیاں
بیٹھوں سے بیٹھے لیٹے کھڑوں سے کھڑے لڑے
حقوں سے حقے چلموں سے چلمیں بھی ٹوٹیاں
نیچوں سے نیچے گڑگڑوں سے گڑگڑے لڑے
جب تل گئی لڑائی ترازو کی تول میں
باٹوں سے باٹ ٹوٹے دھڑوں سے دھڑے لڑے

انشا یہ دیدے اپنی بھی اس دھوم دھام میں
دیدوں سے ایک شخص کے ہو کر کڑے لڑے

جو ہم کو چاہے اس کا خدا نت بھلا کرے
روٹھے ہوئے کو کس لیے جا کر منایئے
جھلسا ہی اس کے منہ کو جو چاہت کا نام لے

دودھوں نہائے اور وہ پوتوں پھلا کرے
منت کسی نگوڑے کی اپنی بلا کرے
اس دل کی آنچ میں کوئی کب تک جلا کرے

کچھ دوڑ تجھ سے بھی ہوئی چل بچی ددا
افسوس اُس خیال میں جو جی میں رچ لیا
دائی کے دشمنوں کو نکالے موئی اپیل

وہ اڑ گئی جو کوئی ترا اترانا کرے
دونوں یہ ہاتھ کوئی کہاں تک لگا کرے
کچھ جا کے بددعا نہ کہیں کلکلا کرے

آواز مجھ پہ ہی جو دوگانا کی آنچ ہے
انشا سے کوئی کہدے اب اس کا گلا کرے

جو دل کی آرسی کو ہماری جلا کرے
کیا نیند آوے اس کو یہ پھولوں کی پنکھیا
ہیرا لٹی ٹانگیں اُس کی اُس کے گلے میں چھپٹ
بندی کی دو چوٹو وہ میں ہولے مرے خدا

اُس کا کنول خدا کی طرف سے کھلا کرے
جب تک نہ زور سے زور لے سی منہ پہ ملا کرے
جو کوئی اُن سے جل کے ہمارا گلا کرے
ایک مست ہاتھی غیب سے اُن پر چلا کرے

کچھ بندہ باندھ ایسی طرح کا کرے ددا
انشا اب او کے چوکے تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بیگما ہوئے ہیں درخت ہرے بھرے
وہ جو تاک ہیں سو لشتہ ہیں ہیں نہیں کوئی اور ورے پرے
اری لونڈوں گھر پہ جا چھپو کہیں حبشیوں کو نہ جانیو
کہ یہ چھوٹے چھوٹے سے بچے ہیں یہ تو چھوکرے ہیں ورے پرے

یہ جوگ گانئیں ہیں اُنھیں وہ اتو خدا کے واسطے دے سُنا
کہ نگوڑی دون کے سر میں جا کوئی سانس یا ن بھر رہے

جو گناہ کر کے پھر آ سے تو اُسے ایسی آنکھ دکھائیے
کہ رہے جہان میں جب تلک وہ قصور پھر نہ کرے ڈرے

نہ یہ حال لال پری سے کہہ نہ تو زین خان ولی سے کہہ
ارے انشا اپنے ہی جی سے کہہ کہ کسی پہ دل نہ دھرے دھرے

ہزاروں دیو دوکوہاں کی پریوں نے پچھاڑا ہی
نہیں یہ لکھنؤ اک راجہ اندر کا اکھاڑا ہی

چھوا ہی کچھ نہ چھیڑا ہی کسی نے اب تلک اُن کو
ابھی سے بیگما جی نے بھلا کیوں منہ بگاڑا ہی

خدا اُن کو اُجاڑے ہاتھ سے اِن باغبانوں کے
جنھوں نے اس موئے بلبل کے کھونڈے کو اُجاڑا ہی

رضائی شال کی اوڑھو چلو ہم تم چھپر کھٹ میں
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں غضب جاڑا ہی

گرا یا کل دوگانا کو جو میں نے کھیل کر کشتی
تو کوکا یوں پکار اُٹھی پچھاڑا ہی پچھاڑا ہی

بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سے جہاں دیکھو
تمہارے ساتھ اک لپٹا ہوا دھاڑے کا دھاڑا ہی

نہیں بھاتا نگوڑے بادلے کا یاں یہ نمگیرہ
اجی بس چاندنی کی سیر ہی اور بس نواڑا ہی

اُسی نے پی لیا ہی عاشقوں کی جان کا لوہو
وہ جو گردن کی ڈوری ساتھ لپٹا سرخ ناڑا ہی

بگاڑو گی وہی تم بھی دو اجی مجھ کو دھکا کر
جو سب لوگوں نے ان ہیرے غلاموں کا اکھاڑا ہی

جو سوچا خوب سا میں نے تو اُن کے دوست کا ڈھب بھی
نہ سیدھا ہی نہ ترچھا ہی نہ ٹیڑھا ہی نہ آڑا ہی

بھپارا گرم خالی کا نہ دیجے آپ انشاؔ کو
تکلف برطرف صاحب کو اُس نے خوب تاڑا ہی

اس گھڑی اک دھیان میں ہوں آپ کے میں بولتی
ڈر لگے ہی پر بہت ہی رات سن سیں بولتے

گوشت ایک گاڑی بھرا لیکر جو چک پیّا سی ہی
ناک ہی کوڑا سی اس کی جان سوٹیّا سی ہی

کیا چڑھے دھیان کسی شخص کی لنگھی چوٹی
ہے مرے پاؤں تلے لال پری کی چوٹی

یہ کیا تجھے ہی خواہی نہ خواہی
انگیا دد اکے تب تو نے ایک سا
طوفاں تم نے مجھ پر جو باندھا
میری بدی میں جو کوئی ہووے
دشمن جو میری تھی ایک جنی وہ
ہم نے نباہی تم سے تو پیارے

مجھ سے یکتا واہی تباہی
ساری کی ساری جھوٹ کہ لاہی
کوئی بھی دے گا اس کی گواہی
اس سے سمجھ لے تو ہی الٰہی
از غیبی آئی اس پر تباہی
لیکن نہ تم نے مطلق نباہی

انشا نے بھی اب تلوار باندھی
کیا خوب اسے واہ ایسا سپاہی

بس مرا سر نہ کھا ارے
سیر کا ہے مزا ابھی
کوئی نادان ہووے تو
تو ہی بتلا یہ اے صنم

دور ہو چل تجھے پرے
کھیت ہیں سب ہرے بھرے
تیری باتوں پہ دل دھرے
کوئی اب تجھ سے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نہ کیوں بھرے

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہے
پڑتی ہے مینہ کی پھوار نیند میں سب لوگ ہیں
تم بھی کوئی ہو اجی کن نے کہا آدمی
سبنک سے پارا بھرا پیٹ میں کوڑی کے اور

جھوٹ جو بولوں تو بیٹا روں بھری رات ہے
ایسے میں آجائیے اندر ہے کچھ گھات ہے
واچھڑی کیا پوچھنا آپ کی جو ذات ہے
میں نے یہ اُن سے کہا یہ بھی تو اک بات ہے

دل کی خوشی کے لیے سنیے کچھ انشا سے آپ
بات نہیں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

میں نے جو پوچھ لیا کر کل اُن کی رات کاٹی
لیلیٰ کے آگے کیا وہ مجنوں کی آہ شغل

تو اُن نے کس مزے سے میری زبان کاٹی
سر منڈی ایک لونڈی سونا کہ کان کاٹی

اوکے جو کے تو کبھی چوک کی بھی سیر ہے
اپنوں کی خفگی اجی ہم نے تو اپنا بیت کی
تیرنا چاہو کی ندی میں ترا کام نہیں

اور کیا دولہا اور دولہن کی خبر ہے
پھر یہ قسمت کو وہی غیر کے تم غیر ہے
جن کی قسمت میں کہ لکھا تھا وہی تیر ہے

یوں جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیوں بگل بجے نہ ہے روپیہ کچھ اُن کا تو
یوں بھی ہر بات میں بولا کرو شکر سرِ دا
کوئی اللہ کرے چھینک پڑے جلدی سے

تم تو وہ جا بیٹھے ہو سوئی میں دھاگا جیسے
سونے روپے کو لگا دیوے سہاگا جیسے
ابھی آغا کو بہت کر کہا آگا جیسے
وہ چھپر کھٹ میں تو ہی چھوڑ کے بھاگا جیسے

ہیں تو دکھا نہیں گانے کو تری پر یہ کہا
گا نہیں گا وہیں امیروں کی گھروں میں کرو

تال سُر سم سے جو گاوے تو بجا گا جیسے
خانیں خاں آکے کریں صبح کو کاگا جیسے

ڈھال تلوار لیے لانک چڑھائے انشا
مجھ سے یوں رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہ اتفاق ہوتے بنے یا بنی رہے
روٹھی ہوئی ہے وہ تو گئی پر یہ سوچ ہے
مانگونگی آدھی رات کو سر کھول کر دعا
نواب دولہ شہر بہادر وزیر کی
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا
قائم رہے وہ چاند سا ٹکڑا جہان میں
جم جم وہ آنکھ اُس کی چھپی سے نیز ہو

ہر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیوں کہ ہو کہ یوں ہی منی تو منی رہے
آئیں کے کہنے کے لیے اور اپنی جنی رہے
جم جم سے ملکوں ملکوں میں نت روشنی رہے
یارب بنے بنی میں ہمیشہ بنی رہے
اُس کا برا جو چاہتے اُسے جاں کنی رہے
دشمن کے دل میں چھنی اُسی کی انی رہے

ہمت کبھی نہ ہاریے انشا یہ چاہیے
جو بات دل میں ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

دنیا ادھر کی گو اُدھر کو جائے
وہ ہی اب تجھ سے کھیلے بجیسی

بڈھے خوجہ کی کس طرح خوجائے
جان ٹپا سی اپنی جو کھو جائے

موںہہ سے ٹک پھوٹ تو انار کلی
ہی جو کوٹھی تانے کھڑا اُس کو

اری کس طرح تیری تو تو جائے
ٹھنڈے ٹھنڈے کہو کہ گھر کو جائے

کہہ کہانی تو ایسی اے انشاؔ
جس میں آنو نگوڑی یہ سو جائے

آج وہ بات سہی جس میں تری گل گل جائے
کیا کروں لیکن اگر کوئی مہینا ٹل جائے
یوں لگی کوسنے چوپڑ میں جو ہاری وہ پری
ستی ہوجائے دمن مر تڑا راجہ نل جائے
ڈھلتی پھرتی ہوئی اے چھا تو جو وہ اترا دیں
غش کرے تیری طرح اُن کا بھی جوبن ڈھل جائے
آہ کی تو جو مرے جیوڑے سے نکلے باجی
شمع یہ بختوں جلی کیوں نہ بھلا جل جل جائے

اُسے قربان کروں جو مجھے چھیڑے انشاؔ
بیری چھاتی جو چھوئے اُس کی ہتیلی جل جائے

سیدھی لوگوں سے بھی رکھتی ہو کبھی بی سیتی
کیا بُری خو ہے تمہاری بھی اجی بی سیتی

آئی اب تک نہ مری دوست یہ کیا قہر ہوا
کوئی بیجا ہو تو اس وقت تصدق ہو جائے
چشم بد دور قضا وہ یہ تمہارا اے واہ

اے لو اب صبح کی نوبت بھی بجی بی سیبنی
اوڑھنی تم پہ عجب زرد سجی بی سیبنی
گرم کتنی ہو اجی اوچھی جی - بی سیبنی

اجی انشا کو نہیں دھیان ہمارا مطلق
آبرو ہم نے عبث اپنی تجی بی سیبنی

پڑ گیا نیل مرے گال میں کیا قہر ہوا
دبلی پتلی ہوں مرے تو نہ پہنیو کپڑے
بس نے پی اتنی سی سبزی کہیں چھپ کے جا کر

اری کمبخت نگوڑی پڑے تجھ پہ ٹکی
اری او جان اری خبلا اری او مٹکی
پہلے باجی ہی نے معجون کی کھائی چٹکی

سو گئی ران تو سب لہو لہان اے انشا
دیکھ بہن چیخ پڑوں گی نہ مری لے چٹکی

کوئی لچی ہی گئی ہر بات کا پکا مجھے
کوئی جگنا ڈر سا حاجی ہو نگوڑا اڑ گیا
کون جیتا کون ہارا یہ تو پچیسی سمجھے
اٹھتی کونپل اور چاہت یہ لگا کیا قہر ہی

گر پڑے تو اوندھے منہ شیطان کا دھکا تجھے
اے دوا جواب دکھا دے کاٹ کا منکا تجھے
اے زناخی لو پڑی میرے نہیں جھٹکا تجھے
چاند جیسا لگ گیا بیڈول یہ ٹکہ تجھے

چپکے دینی کھول کناڑی لینا انشا کو بلا
ڈر بھلا کیا چاہیے دربان ہو بکا تجھے

سچ کہوں بات جو بری نہ لگے
کیا وہ پنجری سیلی بیلی اچی
آغا بینا اوجڑ گئی تیجھر کو
چودھری جی چلے وہ کیا گاڑی
ڈر یہی ہی کہ میرے پیچھے ددا

کیا وہ دیکھتے کہ جوں چھری نہ لگے
جو کہ ہونٹوں میں پھر پھری نہ لگے
چاہیے کوئی بے سری نہ لگے
کبھی پھسوں میں جو دھری نہ لگے
یہ نگوڑی اکل کھری نہ لگے

میرا انشا وہ ہی کہ رستم کی
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی
صدقے آواز کے تیرے جو پکارا میں نے
ہی سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہی
اے لو اس کوٹھری میں تیر ڈرانے کے لیے

اب تو نوبت بجی اٹھو جی باجی باجی
تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
بادشاہ زادی ترے سامنے باجی باجی
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھے ہیں حاجی حاجی

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مرے انشا کو
تیری یہ راج کرے شوخ مزاجی باجی

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کی اوڑھنی
لادے وہی دوا مجھے ململ کی اوڑھنی

بن سر ڈھپے ہوئے تجھے کیا چاہیے بھلا
ہوئے ہے قد پہ اس بڑی آنچل کی اوڑھنی

کوکا جی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا بھبی
پشواز اودی اور جھلاجھل کی اوڑھنی

اس اودی اوڑھنی کی تو گاتی نہ باندھیو
بن جائیگی یہ کوٹھری کاجل کی اوڑھنی

انشا کے سونگھنے کے لیے اُن نے بھیج دی
جالی کی کرتی اور وہی ہلکی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی
لے نہ اے نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

چونپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز ملے
چاہیئے ہفتہ میں دل سوز سے دل سوز ملے

کیوں نہ ہنستی ہی پھرے اوڑھ کے زردوزی جھول
وہ نید ور آج کہ تم سا جسے زردوز ملے

جیسی ہیں یوز قراگوز کی صورت آپا
انھیں گھوڑا بھی کوئی یوز قرا یوز ملے

تم کو تو دھیان یہی آٹھ پہر کہ مجھے
نت نیا روز ہر ایک ماہ شب افروز ملے

ہے مثل وہ کہ پرانا جو ملے تو سو روز
اور وہ جو کہ نیا ہوئے سو نوروز ملے

نہیں اندیشہ سے اگر شور رہا تو انشا
مونہہ بنائے ہوئی پھر کیوں میاں فیروز ملے

کیا غضب ہے تری جنون میں پری آگ بھری
تو بھی کچھ قہر ہے اللہ ری بھاگ بھری

رباعیات

اے بی بی ہیں شاندار بھائی تیرے
صدقے قربان جائے دائی تیرے
وہ چال نہ چل کہ نام رکھے کوئی
بے ڈول یہ ہیں دیدہ ہوائی تیرے

۲

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے؟
گھر میں میرے آگ لینے آتی کیوں ہے
آئی تو نہیں ٹھہرتی یہ رنجش ہے
بے فائدہ یاں تو آتی جاتی کیوں ہے

۳

جھاکا تو نہ کر عبث فضیحت ہوگی
آ تو یہ سنے گی تو قباحت ہوگی
چالیس یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق
اک روز بڑی بھری فضیحت ہوگی

مقطعات طلسم

دودھ میں خوب گھول نوسادر
اس سے لکھیے جو ایک کاغذ پر
حرف جب سوکھیں تو سمجھئے ایسا
کہ نہ معلوم ہووے تھے وہ کدھر
سادہ کاغذ دکھائی دیوے گا
لے دو گا تا یہ مجھ سے سیکھ ہنر
آگ پر سینکنے کے ساتھ اس میں
آئیں گے کالے کالے حرف ابھر
یہ کرامات دیکھی جاتی
تو کھہ اٹھے گی حست کسی کی نظر

ہم نے بھیجے ہیں اپنے انشا پاس
لکھ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگا دے شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چپٹا
سہارا کھانا ہوا او اس کو حوض میں چھوڑ
جلے گی وہ موئی جوں جوں ابھرتی آوے گی
نہ ڈوبے گی نہ بجھے گی ہنسیں گے سارے منسوڑ

کھینچ گودا دیا سلائی کا
کرکے خالی چنوں کے میروں کو
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ پھر
کہ ابھی اوگتے ہیں چنے دیکھو
اور پانی چھڑک دے تھوڑا سا
ان چنوں سے وہیں سرک دینے

سینک مضبوط سی کوئی لیکر
اس کی گودی کو اس سلیقہ سے بھر
بدلے اوروں سے شرط بھی اس پر
رکھ دے اک تہ میں خاک کے اندر
پڑھ کے کچھ جھوٹ موٹ چھو منتر
پھوٹ نکلیں گی کونپلیں باہر

لکھے جو خط عرق سے لیموں کے
آگ پر دھرتے زعفرانی حرف

سادہ معلوم ہوئے گا بس خبر
نکل آویں گے ہی عجائب سیر

خط موزوں

مشفقنا مدظلہ العالی
ملتمس یہ کہ خط جو لکھ بھیجیں
سو تو کم بخت ٹھنڈی سانس ہوا
دل پہ جو ہی سو جانتا ہی اوسے
جی نگوڑا ترس گیا ہی ہی
اڑ گئی شمع نے کہاں پایا؟
کرٹ صبو پچھیں نہ تم سفر میں کہیں
عمر کو نہ سفر کی ہی مشہور رہا

بعد اظہار اشتیاق نیاز
تو اُسے چاہیئے کوئی ہمراز
اور اپنا نہیں کوئی دمساز
پاک پروردگار بندہ نواز
اب تو سننے کو آپ کی آواز
وہ جو ہی ہم میں ایک سوز و گداز
اور پڑھا کیجو پانچ وقت نماز
چلنے والے کی عمر ہی سو دراز

واقعی سچ کہا ہی آتش نے
بیچ دنیا کے ہی نشیب و فراز

قطعہ

دم بدم جھوٹ کے پہ مفت بھپارے دیکر
کیوں کلیجے میں مرے آگ لگاتے ہو تم

غیب سے آن کے جُھلسا گئے اس چاہت کو
کس لیے آ کے بھلا اور جلاتے ہو تم

پھر وہیں ہو نہ یہ پھیروں نہ الٰہیانہ للّت
جب جب دیکھو تو کچھ اپنی ہی گاتے ہو تم

یعنی معقول چہ خوش واچھڑی کیا خوب اپلو
چٹکیوں میں مجھے بھی اب تو اُڑاتی ہو تم

کہہ کے سمجھوں گی بھلا تجھ سے میں ان شاء اللہ
کیا کیا میں نے جو ہر روز دھراتے ہو تم

قطعہ بطور خط

خان سمو لمکان سلمہ ربہٗ
آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام

فضل الٰہی سے یاں اور تو سب خیر ہے
کٹتی ہے اچھی طرح شکر ہے اُس کا مدام

لیکن اجی کیا کہے کہنے کے قابل نہیں
ابتو جدائی کے ہاتھوں زیست ہوئی ہے حرام

دل میں ٹھوکے سے کچھ لگتے ہیں آٹھوں پہر
کوئی اُسے کس طرح رکھے بھلا تھام تھام

روز جو وعدے کے دن گنتے ہی گنتے ابھیں
انگلیوں کے پورے سوجھ گئے ہیں تمام

پردہ دوری کہیں بیچ سے اُٹھ جائے جلد
پردہ نشینوں کی ہے اب یہ دعا صبح و شام

کر لیں سمجھو لیا باغ تماشے کی سیر
اُن میں مجھو رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام

اس میں جو روتے ہوئے دیکھ کسی نے لیا
تو یہ بہانا کہ ہو رات سے ہم کو نہ کام

بیتیں ہیں انشا کی اور اپنی صحیحی وہی
اس کے سوا ان دنوں کچھ نہیں بندی کا کام

بہر نہ صاحب الطاف نشاں سلمہٗ
اتنی مدت سے سدھارے نہ کبھی خط لکھا

بعد اظہار تمنا یہ اجی ہو معلوم
ہم کو ایک پیسے کے کاغذ سے بھی رکھا محروم

قطعہ در بیان طلسمات

گر کا سے لکھے جو ایک وصلی پر
کوئلے سے ملے وصلی کو
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر

اور سکھلا دے لفظ اے پیارے
کہ وہ کالے ہوں حرف بھی سارے
چھینٹے پانی کے خوب سے مارے

حرف انشا وہیں سفید سفید
چمک اٹھیں گے جس طرح تارے

لکھیے جو چونے سے کچھ ایک کسی فرد پہ
فرد تو سادی ہی پھر سب کو نظر آوے گی

اور سکھا کر اسے خوب مٹا دیجیے
ڈال کر پانی میں پھر سب کو دکھا دیجیے

صاف اُبھر آدیں کے حرف چمکیلے سفید	آپ ہی کرامات کی دھوم مچا دیکے
عرق لیمو آدھے شیشہ میں اُس میں ایک چٹکی بھر کفت دیا اوبل آویگا وہ عرق منہ تک	کھارے ایک آدمی سے بھر لا رے پیس کر چھوڑ دے تو لے پیارے سانپ کے طرح مار ڈنکا رہے

یہ عجائب طلسم ہے انشاء
دیکھ جس کو ہچک رہیں سارے

مستزاد در مستزاد در فہمیدن نسبت
از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سے ہی ہاتھ کو سوکیا	کچھ سوچ کے تلا ہوا اس میں کالی
نوبت کو ترے نام سے ہی ہیل کیسا	مت کر تو اچنبھا کہارے اری باجی
وہ کونسی ہے چیز کہ ان جانوروں سے کپڑوں کے پروں سے جو نبی سونیکی چڑیا	اک ہی اُسے نسبت اور جی نہیں اُس میں یعنی تری انگیا۔ اے جان زناخی
کوکا جی بھلا یہ کہو تھی کونسی نسبت جو لوٹ گیا دیکھ کے کل تیلیوں والا	کس واسطے کل کیوں آنکھوں پہ تمہارے کرتے ہیں تماشا اُس میں ہی پتلے
کل کرکے ٹھٹولی وہ پری مجھ سے یہ بولی نولا تجھے ان آنکھوں کے کانٹے ہیں تو ٹھرا	دن رات سے نسبت کیونکر نہ سمجھے ہو نولاکھ ہو تماشا دیکھا یہ تماشا
جھنڈے سے بھلا وہاں کو ہے کونسی نسبت	فرمایئے صاحب اس کو بھی نہ سمجھے

ہی مردوں کے ناموں میں خط سے کیسے نسبت

پر اُس سے کہ جس بن کچھ کام نہ ہووے

پہلے وہ لکھا جائے بنے جب کہ لفافہ

ہی یہ تیرے انشا اللہ کی خوبی

پہیلی

از ام بابو سکینہ

تالاب میں تیرا کرے دن رات چوچڑ پا
ہر شخص اُسے دیکھ کے نہوڑا دے سر اپنا

کیا ہے وہ بھلا جی پوچھو تو پہیلی
یہ چال انوکھی ہے قبلہ نما کی ::

جا بیگموں کے منہ لگے ایک کالی سی جھنن
لوہے کی جنی ہووے اُسے سب کہیں نابنا

دونا کرے جوبن وہ کیا ارے سوتن
صورت میں پری سی وہ یعنی کہ مسی

تاروں کی بنائی ہوئی اک ناگنی ایسی
پی جاوے جو تالاب بھی اک سارنگی سارا

سر جس کا سنہرا اک رات میں ظالم
یعنی کہ جلائی ہے تو جو وہ بتی

اندھیاری میں جو بیٹھے سو ہو کون بھلا وہ
لڑکا جو نگوڑا جنے سو بھوت سے کالا

جھوٹ جن پری دو ہیں جب پاوے اُجالا
اے دائی جنائی پرچھائیں اری بی

———X∴X———

مستزاد خماسی

بن پھاند کے کل رات جو دیوار نہ جاتی۔ کنڈی نہ ہلاتی۔ جا کر نہ جگاتی
نیند اُس کو نہ آتی۔ جوبن کی وہ ماتی تیوری نہ ہلاتی۔
اور چٹکیوں میں میرے نبض صبح اڑاتی۔ ہاتھوں پہ نچاتی۔ گاتی نہ بجاتی
کھانے کو نہ کھاتی۔ پھر تو نہ بلاتی۔ سو سوہلی گاتی۔

پہیلی

وہ کون جسے یوں سے اودھر دیکھو تو چلو
دھیڑ نہ وہ آبو۔ آگے ہی سے آکر
گھر والی کے آنے کی خبر وہ ہی سناتا
مت بھول دوانی۔ کوا رے جانی

ہے کون درخت ایک کہ باون تو پھل اُس کے
اور پھول سو اُلٹے ہیں مگر چار ہیں سینے
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹھوڑی پہ تارا
دنیا میں الٰہی۔ قائم رہے اُس کی

وہ کیا ہے کہ سنتقور کو ٹکانہ ہوا اُس سے
دکھائی نہ دیوے پہ وہ معلوم ہووے
کہتے ہیں سب بھلے لوگ جسے جان پڑا تھا
سو کیا کہہ وہ پچھتے — وا اللہ کے آگے

وہ چیز بھلا کیا کہ جسے جتنے بنائے چھوٹے نہ جہاں آپ رہے جیسے کا تیسا	اللہ میاں نے سو سب ہیں اُسی میں او کارروائی کر جائے وہ سب کی

تمام شد

(مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

کیا ریختی کہہ کہہ کے کیا نام ہی پیدا ای جان ترا عیب بھی بہتر ہی ہنر سے

اب تلاش نہ کیجیے

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کتاب جس کی لوگ عرصہ سے جستجو کر رہے چھپ گئی
کتب خانوں کی چھان بین اور دوستوں کی خوشامد سے چھٹکارا مل گیا - یہ وہی نادر
کتاب ہی جس کو **دیوان جان صاحب** کے نام سے یاد کرتے ہیں - جو
لکھنؤ کے مشہور ریختی گو شاعر **میر یار علی جان** کا سرمایۂ عمر ہی - اگر لکھنؤ کی
بیگماتی ٹکسالی زبان مستند اردو محاورے اور واجد علی شاہ کے زمانے کی
معاشرت کا فوٹو دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیے اور لطف اٹھایئے اس کا دیباچہ
جس کو مصور لطافت آغا حیدر حسن صاحب دہلوی نے اپنے پورے زور قلم سے
بیگماتی زبان میں لکھا ہی سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہی - سائز مختصر جلد خوشنما
معہ فرہنگ بیگماتی محاورات - قیمت مجلد (عمر)

منیجر نظامی ایجنسی بک ایجنسی بدایوں یو پی